لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ سپٹمبر ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

شیخ المجاہدین ، آیۃ اللہ فی الارضین ، قہرمان مدافعۂ
ملی ، بلند ساز لوائے اسلامی ، البطل العظیم :
غازی انور بے
اللہم انصرہ و انصر عساکرہ !

بہترین کتابیں

مقابلہ کے امتحانات کیلئے

۱۔ ایکسپلورنگ دی ورلڈ آف انگلش انگلش کمپوزیشن کی بلند پایہ
تصنیف سید سعادت علی شاہ ایم۔ اے (مرحوم ریٹائرڈ پرنسپل) نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے بنائی ہے۔
خصوصیات:۔ اس سے تحریر اور تقریر کی قابلیت پیدا ہوتی ہے مشقیں سی۔ ایس۔ ایس، پی۔ سی۔ ایس اور ڈگری امتحانات سے لی گئی ہیں صفحات ۱۰۷۶
قیمت /۰۰ ۵۰ روپے

۲۔ علمی جنرل نالج ۱۹۸۲ نظر ثانی پروفیسر شفیق جالندھری مقابلہ کے امتحان کے لئے اپ ٹو ڈیٹ، بہترین کتاب دنیا بھر کے صحیح کوائف ملیں گے۔ قیمت ۰۰/ ۳۰ روپے

۳۔ علمی ایوری ڈے سائنس از پروفیسر شفیق جالندھری عام سائنسی معلومات کے لئے اپ ٹو ڈیٹ بہترین کتاب، امتحانات کے لئے عمدہ کتاب قیمت ۱۵/۰۰ روپے

۴۔ علمی انٹیلیجنس ٹیسٹ و سائیکالوجیکل ٹیسٹ از ٹی ایم یوسف پروفیسر سائیکالوجی اپ ٹو ڈیٹ
امتحانات میں زبانی سوالات کے صحیح جوابات پروفیسر سائیکالوجی کے قلم سے قیمت ۱۵/۰۰

۵۔ علمی پاکستان (جنرل نالج) از پروفیسر شفیق جالندھری مقابلہ کے امتحانات کیلئے پاکستان کے متعلق معلوماتی کتاب۔ اپ ٹو ڈیٹ قیمت ۱۵/۰۰ روپے

۶۔ آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی ٹیسٹس ۱۹۸۲ء از پروفیسر شفیق جالندھری مقابلہ کے امتحان کیلئے عمدہ اور بہترین کتاب، لاجواب مواد۔ قیمت ۱۵/۰۰ روپے

۷۔ علمی انٹرنیشنل ریلیشنز ۱۹۸۲ از پروفیسر شفیق جالندھری اپ ٹو ڈیٹ کتاب قیمت -/۱۵ روپے

۸۔ علمی کرنٹ آفیئرز ۱۹۸۲ از پروفیسر شفیق جالندھری قیمت -/۱۵ روپے

۹ علمی واقفیت عامہ ۱۹۸۲ " " " " اردو میں " -/۱۵ "

۱۰۔ فہم اسلام سی ایس ایس کورس ہدیہ ۸/۰۰ روپے

۱۱۔ علمی اردو لغت (جامع) از وارث سرہندی ایم۔ اے۔ زندہ اردو زبان کی بے نظیر لغت، جس میں عوام الناس اور طلبا کی جملہ ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اردو ادب کے ماہرین ڈاکٹر سید عبداللہ، وحید قریشی، عبادت بریلوی، مزالدین ماہر القادری، روزنامہ جنگ کراچی۔ نوائے وقت، مشرق، امروز نے بہترین آراء کا اظہار کیا ہے۔ دوسرا ایڈیشن قیمت (سفید کاغذ) -/۱۲۰ اور مکینکل کاغذ قیمت -/۹۰ روپے

۱۲۔ علمی اردو لغت (متوسط) از وارث سرہندی ایم۔ اے۔ یہ درمیانی لغت کالجوں سکولوں کے طلبا اور عام قارئین کیلئے قیمت -/۴۸ روپے

۱۳۔ مباحث از ڈاکٹر سید عبداللہ، اردو ادب شعر و سخن کے متعلق بہترین مقالہ جات کا مجموعہ۔ اصولی بحثیں تنقیدی تجزیئے۔ صفحات ۴۵۶ قیمت -/۳۰

۱۴۔ سرسید احمد اور ان کے رفقاء کی نثر کا فکری اور فنی جائزہ
از ڈاکٹر سید عبداللہ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱۸/۰۰ روپے

۱۵۔ مقاصد اقبال از ڈاکٹر سید عبداللہ (طبع اول) موضوعات ۱۔ بازیافت کا عمل ۲۔ ملی وجود کے چند نئے دشمن ۳۔ خارجی عصری جبلہ مغربیت ۴۔ اسلامی وحدت کے تین داخلی دشمن۔ ۵۔ فکر اقبال کے مراحل و ارتقاء، اقبال اور سائنس، اقبال الراسخون کے نقش قدم پر قیمت ۲۱/۰۰ روپے

۱۶۔ مخزن نعت از پروفیسر اقبال جاوید، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ قدیم و جدید شعرا کا نعتیہ کلام (عربی، فارسی، اردو) مقدمہ میں اس صنف سخن پر مبسوط بحث حوالہ جات و تشریحات قیمت (سفید کاغذ) -/۱۲ مکینکل کاغذ -/۹

۱۷۔ اسلامی اور غیر اسلامی فکر و عمل از عاشق حسین علوی۔ ایم۔ اے غیر اسلامی نظریات اصل ماخذوں سے لے کر ان کے مقابل قرآنی آیات و نظریات بیان کر کے ان کی برتری واضح کی گئی ہے۔ اہل نظر اور اخبارات نے کتاب کو سراہا ہے۔ قیمت ۱۵/۰۰ روپے

۱۸۔ ایٹم کی داستان از ڈاکٹر محمد اقبال پروفیسر گورنمنٹ ٹریننگ کالج لاہور عام قاری کیلئے ایٹم کے متعلق آسان اردو زبان میں مستند اور مفصل معلومات۔ قیمت ۷/۵۰ روپے

نوٹ:۔ ایم۔ اے اسلامیات، ایم۔ اے اردو کے تمام پرچوں کی کتابیں مل سکتی ہیں۔ عمدہ کتابیں اور دام واجبی آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت کوشاں

کتاب خانہ
کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ سپٹمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرس

شذرات ۲
مقالہ افتتاحی (صبح امید) ٥
شئون عثمانیہ ۸
قامودان غزوہ طرابلس (آیۃ من ایات المایہ) ۱۱
کارزار طرابلس ۱۳
تصاویر
غازی انور بے مع حملہ درنہ (صفحہ خاص)
اٹلی کی بیروت پر گولہ باری ۱۲

اطلاع ضروری

—*—

(۱) جن صاحبوں کو دفتر الہلال کی بعض بد نظمیوں کی شکایت تھی ' یا خطوط کے جواب کے بدیر ملنے کی شکایت کرتے تھے ' وہ اب مطمئن رہیں کہ نئے ماہ سے تمام انتظامات سابقہ بدلدیے گئے ہیں ' اور آیندہ کیلیے وسیع پیمانے پر انتظام ہورہا ہے ' انشاء اللہ آیندہ انہیں کسی قسم کی شکایت پیش نہیں آے گی -

(۲) جو خطوط خاص ایڈیٹر صاحب کے جواب لکھنے کیلیے الگ رکھہ لیے جاتے تھے ' اب انشاء اللہ عنقریب انکے جوابات ' دفتر سے روانہ ہونا شروع ہو جائیں گے - (منیجر)

— : —

گذشتہ نمبر کے ساتھہ جو مطبوعہ چٹھی شائع ہوئی تھی ' اسکے جوابات آنا شروع ہوگئے ہیں ' لیکن جن حضرات نے ابتک توجہ نہیں فرمائی ہے ' امید ہے کہ جلد متوجہ ہونگے - (ایڈیٹر)

اعلان

—*—

(۱) دفتر الہلال کے موجودہ انتظامات کیلیے گو اس ماہ سے چند نئے اشخاص کا تقرر ہو گیا ہے - مگر اور جو نئے کام عنقریب پیش آنے والے ہیں - انکے لیے انتظامی ' اور ایڈیٹوریل ' دونوں صیغوں کیلیے کثیر التعداد معاونین کی ضرورت ہے -

(۲) ایڈیٹوریل اسٹاف ' اور صیغۂ تصنیف و تالیف کیلیے علوم عربیہ کے فارغ التحصیل ' یا مستعد قریب تکمیل طلبا ' نیز لائق انگریزی داں اصحاب کی اعانت مطلوب ہے ' تنخواہ ٥۰ سے ۱٥۰ تک باختلاف حالت دی جاے گی ' اور اسکے لیے سند اور ڈگریوں ہی کی نہیں ' بلکہ لیاقت ' صلاحیت ' اور خدمت ملی کے تھوڑے سے ولولے اور جوش کی بھی ضرورت ہے ' البتہ فارغ التحصیل عربی داں اور گریجویٹ ضرور ترجیح کا حق رکھتے ہیں -

(درخواستیں ۱٥ اکتوبر سے پہلے آنی چاہیئں)

الہلال کا یوم اشاعت

—*—

الہلال کی اشاعت کا دن بعض سہولتوں کے خیال سے اتوار رکھا گیا تھا ' لیکن اسمیں ایک سخت غلطی یہ ہوئی تھی کہ اتوار کے دن کلکتہ میں ولایت کی ڈاک پہنچتی ہے اور اسی میں مصر اور ترکی وغیرہ کے اخبارات ہوتے ہیں - اتوار کے دن شائع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ سنیچر کی شام تک اخبار مکمل ہوجاے ' پس یہ نا ممکن ہے کہ نئی ڈاک کے مضامین کے تراجم و اقتباسات اسمیں درج ہوسکیں ' پچھلی ڈاک کے ترجمے دے جائیں تو وہ ایک ہفتے کی پرانی خبریں ہوجاتی ہیں - اس بنا پر فیصلہ کرلیاگیا ہے کہ آئندہ سے رسالہ اتوار کی جگہ بدھہ کے دن شائع ہواکرے تاکہ تازہ ترین ولایت کی ڈاک کے مضامین درج کیے جاسکیں آئندہ پرچہ بدھہ کے دن نکلے گا ' اور انشاء اللہ کبھی اسکی اشاعت میں تاخیر نہ ہوگی -

دیوان دوم حضرت (اکبر) الہابادی چھپکر شائع ہو گیا ہے حضرت مصنف سے طلب کیجیے -

شذرات

گذشتہ نمبر میں (ملک معظم) کي جو تصوير شائع هوئي هے ' اسکے ديکهه لينے کے بعد هم ناظرين کو الهلال پريس کي طرف توجه دلانا چاهتے هيں -

ابتداے اشاعت سے بعض احباب نے اسکي شکايت کي هے که الهلال ميں تمام تصويريں يکساں نهيں چهپتيں - ادهر عرصے سے جسقدر تصويريں چهپ رهي هيں ' ان ميں يه نقص نهيں پايا جاتا ' تاهم اس تصوير کے شائع هوجانے کے بعد هم سمجهتے هيں که ان حضرات نے الهلال کو باعتبار تصاوير عام انگريزي رسائل سے کم نه پايا هوگا -

اصل بات يه هے که اِن چيزوں کا آپ حضرات کو تجربه نهيں ' الهلال پريس ميں تصاوير اور چهپائي کا جو انتظام کيا گيا هے ' وه انگريزي رسائل کے پريسوں سے کسي بات ميں کم نهيں هے ' ليکن اگر سرے سے تصوير کي اصلي کاپي هي خراب هو ' تو پريس اسکے ليے کيا کرسکتا هے ؟ احباب زياده تر طرابلس کے مناظر کے شائق هيں ' هم نهايت کوششوں سے مهيا کرتے هيں ' ليکن ان ميں عمده عکسي تصاوير جنکا عمده بلاک طيار هوسکتا هے ' بهت کم هوتي هيں - اتاليين ذرائع کي تصاوير تو هزاروں لندن نيوز ' اسکيچ ' اسفير ' گريفک وغيره ميں چهپ چکي هيں - ليکن جو صحيح تصويريں عثماني ذرائع سے ملتي هيں ' وه عموماً نهايت بے سروساماني کي حالت ميں کهينچي هوئي هوتي هيں ' پهر بهي هم ايک ايک تصوير کو صرف قابل نقل بنانے کيليے ايک پورے بلاک کي بنوائي خرچ کر ديتے هيں -

چونکه (ملک معظم) کي تصوير عمده عکسي تصوير سے لي گئي ' اسليے کس قدر روشن اور نماياں هے ؟

اب عنقريب جب علمي و تاريخي مضامين با تصوير شروع هونگے اور ديگر ابواب کے متعلق تصويريں شائع کي جائيں گي ' اس وقت ناظرين کو پريس کے انتظامات کا اندازه هو گا -

---

غازي انور بے کي دوسري رنگين تصوير اس اشاعت ميں شائع کي جاتي هے - يه تصوير اب سے آٹهه برس پيشتر کي هے اور جو تصوير اس سے پہلے شائع کي گئي تهي ' وه حال کي تهي - عمر کا فرق دونوں تصويروں سے صاف نماياں هے - انشاء الله عنقريب غازي موصوف کي تيسري تصوير بهي شائع کي جاے گي ' جو بالکل عربي لباس ميں هے اور اس وقت کي هے ' جب که آغاز جنگ طرابلس کے زمانے ميں وه تمام صحراے ليبيا کے قبائل ميں دوره کر رهے تهے -

الهلال روز بروز قدم آگے بڑها رها هے ' اور يوم اشاعت کے دن جهاں تها ' اس سے ايک منزل آگے هي هے (والحمد الله على احسانه) ليکن اب ديکهنا يه هے که ناظرين بهي اپنے فرض کو محسوس فرماتے هيں يا نهيں ؟ هم نے تو سربسته خموشي هي کي ٹهان لي هے اور همارے جمع و خرچ کا جو حال هے ' وه دفتر ميں آکر کوئي صاحب ديکهيں تو معلوم هو -

---

اعبروا ! و رابطوا ! يه بحث عام طور پر کي جارهي هے که جب وزير هند کا فيصله مسلم يونيورسٹي کي اميدوںکے خلاف صادر هوچکا هے ' تو اب يونيورسٹي لي جاے يا نهيں ؟ باستثناے بعض اشخاص عام پبلک کي راے يهي معلوم هوتي هے که نه لي جاے - اسکے بعد اب اسپر بحث شروع هوئي هے که نه لي جاے تو روپيے کو کيا کيا جاے ؟ اسکے جواب ميں بهي مختلف رائيں ظاهر کي جارهي هيں ' اور بظاهر قوم کا رجحان اسطرف بڑهرها هے که اس روپيے کو کسي زياده وسيع المنفعة کام ميں لگاديا جاے -

هم ايک لمحه کيليے پسند نهيں کرينگے که عام پبلک کو اپنے خيالات کے اظهار سے کسي عنوان بهي روکا جاے ' اس قسم کے کاموں کيليے في الحقيقت اصلي حق راے دهي عام پبلک هي کو هے اور اگر اسکو نهيں هے تو پهر کسي کو نهيں - ليکن يه ضرور کهيں گے که کاموں ميں اگر تقديم و تاخير کي قدرتي ترتيب قائم رکهي جاے تو بهتر هے - سب سے پہلے مسلمانوں کو ايک مرتبه اسکا فيصله کرلينا چاهيئے که آيا انهوں نے اپنے اندر عام قومي راے کي قوت پيدا کرلي هے ' اور وه اسکے ليے پورے طور پر مستعد هوگئے هيں که ايک متفق اور متحد عام آواز قائم کرکے کارفرما طبقے کو تعميل پر مجبور کرديں ؟ اگر اسکا جواب اخباروں کے صفحوں پر نهيں ' بلکه دل کے صفحوں پر اثبات ميں ملے ' تو پهر يه روح ملي کے عود کرنے کي پهلي تاريخ هوگي - اس وقت قوم کو چاهيے که جو اسکي راے ميں آے اور جس خيال پر سب متفق هوجائيں اس پر جم کر کهڑي هوجاے ' اور وهي کر گذرے جو اسکي راے ميں بهتر هو - ليکن اگر ايسا نهيں هے تو صرف چند دنوں کيليے اخبارات ميں گرمي طبع کي نمايش کرنا لا حاصل هے اور نيا موسم سرما عنقريب آنے والا هے ' بهتر هے که کل جو نتيجه نکلنا هے وه آج هي نکل آے ' جهاں برسوں تک اپنے جوش اور روپيے کي قسمت ليڈروں کے هاتهه ميں ديکهے هو ' وهاں ايک يونيورسٹي کا مسئله اور سهي - جسطرح ' اور جن شرطوں پر انکا جي چاهے لينے دو - البته آئنده کيليے کوشش کرو که تمهارے اندر اسلام کے معتقدات اور اعمال کي اصلي روح پيدا هوجاے - اگر تم نے ايسا کرليا ' تو تم ميں سے هر فرد ايک زنده مسلم يونيورسٹي هوگا ' جسکو علي گڈه کي چونے اور اينٹ کي بني هوئي يونيورسٹي کي کوئي پروا نهوگي - اصلي يونيورسٹي ايک مسلمان کا مومن قلب هے ' جو چاهے تو سارے عالم کو اپنے مرکز سے ملحق کرلے -

---

حب الدنيا راس کل خطيئة بعض اشخاص کي راے هے که " جو لوگ يونيورسٹي کے روپيے کے بارے ميں راے دے رهے هيں ' پہلے بتلائيں که انهوں نے خود کتنا چنده ديا هے ؟ ورنه انهيں راے دينے کا کوئي حق نهيں "

هم ديکهتے هيں که ملک کي بعض جماعتيں دولت کو پوجتے پوجتے اب اسدرجه فنا في المعبود هو گئي هيں ' که انهيں روپيه کے سوا اور کچهه نظر هي نهيں آتا :

آخر اين صفرا به سودا مي کشد

يه سب نتائج اس جماعت کے عملي الحاد اور اسلام سے بيگانگت کے هيں - يا للعجب ! آج ايک مسلمان کو با وجود ادعاے اسلام و توحيد يه کهتے هوے کوئي ندامت نهيں رهي که پيروان اسلام کے مفاد پر بحث کرنے کا صرف ايک محدود گروه کو حق حاصل هے اور جس نے هماري چندے کي مٹهي نهيں گرمائي ' اُسے زبان کهولنے کا کوئي حق نهيں ؟ ساء مايحکمون

هم نے ادهر اراده کر ليا تها که هر طرف سے کان بند کر کے صرف اپنے خيالات و مقاصد کي اشاعت ميں مصروف هوجائيں ' مگر کيا کريں ' اس قسم کے هفوات و ترهات کو سنکر اپنے اندر اصلا ضبط کي طاقت نهيں پاتے اور مجبوراً کهنا پڑتا هے که يه لوگ منهه سے تو قومي خدمت کا

نام لیتے هیں مگر عملاً اسلام کي اصلي روح وقوت کو مٹانا چاهتے هیں - قرون اولی میں جب ایک راه چلتي بڑهیا خلیفۂ اعظم کو سر راه ٹوکتي تهي ' تو کیا اس سے یه پوچها جاتا تها که خود تو نے بیت المال میں کتنا روپیه داخل کیا هے ؟ جب مسجد نبوي میں ایک شخص فاروق اعظم کو منبر پر خطبه دیتے هوے روکدیتا تها ' تو کیا بتلایا جا سکتا هے که اس سے اسلامي معاملات پر حق راے دهي کا ٹکٹ مانگا جاتا تها ؟ علی گڈه کالج کي تاریخ کورٹ لینا ' اور اسکے ایڈرسوں اور وایسراے اور گورنرونکے جوابوں کو حفظ کرلینا دوسري شے هے ' اور اسلام کو جاننا دوسري شے هے - یه کیا کفر آمیز استبداد و تحکم هے ' جسکي زنجیریں برسوں سے قوم کے پانوں میں ڈالي جارهي هیں ؟ غریب مسلمان ایک کهیلنے کا گیند بنگئے هیں ' جس نے چاها لیڈري کي ایک ٹهوکر لگائي ' اور اپني طاقت کي نمایش کردي - آخر ان بر خود غلط نادانوں نے اسلام ' اور سلام کے پیروؤں کو کیا سمجه لیا هے ؟ هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن ' و ان انتم الا تخرصون (۶ : ۸۲) (۱)

کاش یه معاصرین جس عقیدت ونیازمندي سے علي گڈه کالج کے ایڈرسوں کے مجموعے کي تلاوت کرتے هیں ' اسکے عشر عشیر توجه سے کبهي قرآن اور تاریخ پیروان قرآن کو بهي پڑه لیتے -

یونیورسٹي اگر مسلمانوں کي هے ' اگر انکے روپیه سے بنائي جا رهي هے ' اور اگر مسلمانوں میں اسلام کي روح کا ایک ذره بهي باقي هے تو یاد رکهنا چاهیے که ایک نو مسلم چمار - جس نے ایک پهوٹي کوڑي بهي کبهي لیڈروں کے سپرد نهیں کي هے - یه حق رکهتا هے که بلا استثنا هر اسلامي اور قومي معاملے کي نسبت راے دے ' اور اگر لیڈر مسلمانوں کے لیڈر هیں تو مجبور هیں که اسکي آواز پر کان دهریں - یه حق هر قائل کلمۂ لا اله الا الله کو حاصل هے - اسمیں تمهاري بنائي هوئي شرطوں کو کوئي دخل نهیں - چنده دینے یا نه دینے کا کوئي سوال نهیں - یه حق خدا کا ' اسکے قران کا ' اور اسکے رسول کریم کا دیا هوا هے ' پهر کیا تم میں کسي کو طاقت هے جو اُسے چهین لے ؟ -

اسلام کي روح حریت اس بارے میں اسلام کي تعلیم اور اسکے نظایر بالکل صاف اور غیر مشتبه هیں - اسلام نے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کو هر مسلمان پر فرض کردیا هے ' اور اس اصول کو اعمدۂ دین متین واکبر اساطین قوام ملة سے قرار دیا هے ' بلکه اصل شرف و امتیاز ملت مرحومه : کنتم خیر امة اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر - احادیث کو دیکها جاے تو منجمله صدها احادیث کے ایک مشهور حدیث (صحیح مسلم) میں ملتي هے ' جسکو حضرت (ابو سعید) خدري نے روایت کیا هے :

من رای منکم	تم میں سے جو مسلمان کوئي خلاف حق بات دیکهے '
منکرا فلیغیره	تو اسے چاهیے که اپنے هاتهه کے زور سے اسکا انسداد
بیده فان لم	کرے ' اگر اسکي طاقت نه پاے تو زبان سے اسکي
تستطع فبلسانه '	برائي ظاهر کردے ' اور اگر اسکي بهي قدرت نه
فان لم تستطع	دیکهے تو خیر ' دل هي دل میں اسکو برا سمجهے '
فبقلبه ' وذلک	مگر یه آخري صورت ایمان کا نهایت ضعیف
اضعف الایمان	درجه هے -

(۱) آیا تمهارے پاس کوئي اور علم شریعت هے جو تم دکها سکتے هو ؟ حقیقت یه هے که کچهه بهي نهیں ' صرف اپنے نفس کے واهموں پر چلتے هو اور خالي اٹکلیں دوڑاتے هو -

نسائي ' ترمذي ' اور ابن ماجه - بهي ... روایت کو لیا هے ' اور نسائي کي روایت میں هر صورت کے ... " کا لفظ بهي موجود هے ' که اگر اتنا بهي اُس نے کردیا تو ... برئ هوگیا

اسکے بعد خود آنحضرت اور صحابۂ کرام کا طرز عمل ... یه حال هے که نه صرف خلفاے اربعه ' بلکه خود مهبط وحي ' اور ... " ماینطق عن الهوی " کے سامنے صحابه بے دهڑک اپنے اعتراضات و شبهات پیش کرتے تهے ' اور انکي جرأت افزائي کي جاتي تهي - حضرت عمر نے (صلح حدیبیه) کے موقعه پر جس سختي سے اپنا اعتراض پیش کیا تها ' وه هر تاریخ میں ملسکتا هے -

خلفاے اسلام کا اس بارے میں جو طرز عمل تها ' وه آجکل بار بار دهرایا جا چکا هے - حضرت (عمر) کے زمانے میں جس شخص کا جي چاهتا تها " والله ما عدلت یا عمر " کهکر سر راه ٹوکدیتا تها ' اور وه اُس سے خوش هوتے تهے که اسلام اور عربي خون کي آزادي کا اصلي جوهر هے - البته (بني امیه) نے اس روح حریت کو غارت کیا اور لوگوں کي زبانوں پر تلوار کي ضرب سے مهر لگادي -

یا سبحان الله ! ! جس قوم کے هر فرد کو سید المرسلین کے جانشینوں سے بیت المال کے حساب لینے کا حق تها ' اور وه جب چاهتے تهے ' خلیفه اسلام کي دیانت داري کو جانچ سکتے تهے ' آج انکو کها جاتا هے که اُن لیڈروں کے آگے قوم کے روپیے کي نسبت کوئي راے نه دو ' جنکو اور تو اور ' آجتک اسلام کے عام احکام صوم و صلوٰة پر بهي عمل کرنے کي توفیق کبهي نهیں ملي ! ! فما لها اولاء القوم ' لا یکادون یفقهون حدیثا -

اصل بات یه هے که مسلمانوں نے اپني خاموشي اور غلط اصول اعتماد سے کام کرنے والوں کو جس مطلق العناني کا عادي بنا دیا تها ' اسکا یه لازمي نتیجه هے - تاهم هم دیکهتے هیں که خود کام کرنے والے تو اب اسطرح کي کوئي بات زبان سے نهیں نکالتے ' ان میں بعض ایسے لوگ بهي هیں ' جو قوم کي مداخلت کو بنظر استحسان دیکهتے هیں ' لیکن یه انکے خواه مخواه کے دوست اسطرح کے خیالات ظاهر کرکے پبلک میں لیڈروں کو اور زیاده بد نام کررهے هیں -

قومي صلاح کار کے عنوان سے گذشته نمبر میں ایک مراسلة شائع هوئي تهي ' اسکي نسبت چند الفاظ عرض کرنا ضروري تهے مگر هم کو خیال نهیں رها -

همارے لایق دوست کے تمام مضمون کا خلاصه یه تها که مسلمانوں کو صرف خدا پر اعتماد ' اور اسي کا سهارا ڈهونڈهنا چاهیے ' اور کسي پر بهروسه کرنے کي ضرورت نهیں ' اور اسي کي وه همیں دعوت دیتے هیں ' لیکن تعجب هے که اگر خود همیں اس دعوت کے دینے کي ضرورت هے ' تو پهر الهلال یوم اشاعت سے لیکر آجتک کیا لکهتا رها ؟ برادر من ! آپنے یه تو کمال هي کیا که الهلال کي اوز کي بازگشت خود اسکے هي آگے دهرا دي ' همارا تو اصلي رونا هي یهي هے که مسلمان ساري دنیا میں ذلیل وعاجز هورهے هیں مگر خدا کے دروازے پر نهیں جهکتے - باقي رها الهلال کا وه نوٹ ' جسپر آپ بهت برهم هیں ' تو براه عنایت اسپر ایک نظر اور ڈال لیجیے ' هم کو تو اس نوٹ کے اندر کوئي متضاد خیال نظر نهیں آتا - بیشک مسلمانوں کو نه تو محض گورنمنٹ پر اعتماد کرنا چاهیے اور نه هندوں کا اتباع کرنا چاهیے مگر ملنا سب سے چاهیے - آپنے " اتباع و اعتماد " اور " اتحاد " میں فرق نهیں کیا -

حیرت هے که الهلال نے جس چیز کو اپني دعوت کا اصل ...

قرار دیا ہے ' اسي کي طرف آپ اسے دعوت دیتے هیں " الهلال کي پرایتـکل تعلیم " کے عنوان سے جو لیڈر نـکل چکا ہے شاید آپکي نظر سے نہیں گذرا ' هم تو خود اسے مسلمانوں کي سب سے بڑي غلطي سمجھتے هیں کہ همیشہ انہوں نے اپنے سامنے دو راستے هي دیکھے - یا گورنمنٹ پر اعتماد ' اور یا هندوں اور کانگریس کي شرکت - یعني همیشہ آزادي سیاسي کو هندوں کا مرادف سمجھا ' مگر خود اپنے تئیں بھولے رہے ' اور اسلیے بھولے رہے کہ خدا کو بھلا دیا : ولا تکونوا کالذین نسواللہ فانساهم انفسهم [ان لوگوں کي طرح گمراہ نہو جاؤ ' جنهوں نے خدا کو بھلا دیا تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے هي کو بھول گئے - ٥٩ : ٢٠] اسي لیے هماري تمام سعي و جہد کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو یاد دلادیں کہ دنیا میں رہنے کیلیے جتني چیزیں مطلوب هیں ' وہ خود انکے پاس موجود هیں ' اوروں کے دروازوں کو دریوزہ گري کیلیے کیوں تـک رہے هیں ؟

شاید آپکي راے ہے یہ کہ هندؤں کے ساتھہ اتحاد بھي مسلمانوں کیلیے مضر ہے ' مگر افسوس کہ هم اس سے متفق نہیں هو سکتے اور یہ ایک قصۂ طویل ہے جسکے لیے یہ موقعہ موزوں نہیں -

---

مسلم گزٹ کي گذشتـہ اشاعت میں همارے لائق اور پرجوش دوست جناب مولوي ابو الکمال عبـد الودود صاحب بریلوي کي ایک تحریر نـکلي ہے ' جس میں انہوں نے نہـایت سنجیدگي اور اصابت راے کے ساتھـہ مسلم یونیورسٹی کے گذشتہ واقعات پر نظر ڈالي ہے ' اور پھر اُس سے نہـایت قابل غور نتائج اخذ کیے هیں ' گویا اُن امور سے اتفاق کیـا ہے جو هم عرصے سے لکھہ رہے هیں -

همکو خاص طور پر اس تحریر کے ذکر کي ضرورت یہ پیش آئي کہ هم مولوي ابو الکمـــال صاحب کو برسوں سے هر طرح کے قومي خدمات کا کامل درجہ شائق ' اور ان میں اپنے وقت و مال کو خرچ کرنے کا سچا اور مخلصانہ جوش پاتے هیں - وہ علي گڈہ پارٹي سے همیشـہ حسن ظن رکھتے تھے ' اور کوئي صحبت ایسي نہیں هوتي تھي جسمیں شریک نہوتے هوں - غالباً بریلي کي مسلـم لیگ کے وہ سکریٹري بھي هیں - لیکن چونـکہ وہ جو کچھہ کرتے تھے ' بالکل مخلصانہ ' اسلیے جب انہوں نے یونیورسٹي کے معـاملے میں اعلی طبقہ کے کاموں کو قابل اعتراض پایا ' تو صاف صاف مخالف هوگئے -

آج جو لوگ محض هٹ اور ضد کي بنا پر اپنے تئیں تغیرات سے غیر موثر ظاهر کرتے هیں ' کیا اچھا هو کہ مولوي صاحب کي مثال سے فائدہ اٹھائیں -

---

مسئـلۂ مصـر لارڈ کچنر اپنے مقصد تقرر مصر کو جلد سے جلد حاصل کرنے کیلیے تیزي سے چلتے هي نہیں بلـکہ بے تحاشا دوڑ رہے هیں ' لیکن دریاے نیل کي ساحلي سرزمین میں ریت بھي ہے اور ترائي بھي ' پاؤں دھنس بھي جاسکتا ہے اور پھسل بھي سکتا ہے ' تاهم انکے هاتھہ میں آهني عصا بھي موجود ہے -

شمالي افریقہ میں جس ٹریجڈي کا تماشا ابھي ختم نہیں هوا ہے ' قسطنطنیہ میں نئے احزابي انقلاب کا جو پراسرار کھیل کھیلا جارها ہے ' سوئـٹزرلینڈ میں صلح کا جو نامہ و پیام جاري کیا جا رها تھا ' یہ سب دور دراز کے گوشے ایک هي سیاسي حکمت عملي کے دال کے هیں ' اور انہیں تین گوشوں کا جو تھا ' لارڈ کچنر کا مصر میں تقرر تھا - آج جو واقعات مصر میں هورہے هیں ' انکو بھي انہیں کے ساتھہ ملاکر دیکھنا چاهیئے :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

نئي وزارت نے زمام حکومت هاتھہ میں لیتے هي سب سے پہلا کارنامۂ شرف جو انجام دیا ' وہ مسئلۂ صلح کي سلسلہ جنباني میں شرکت تھي اور اسکے بعد دوسرا کارنامہ یہ تھا کہ شیخ عبد العزیز چاویش کو بغیر کسي انکار کے گورنمنٹ مصر کي انگریزي سیاست کے حوالے کردیا :

تو داني حساب کم و بیش را

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مختار پاشا کي وزارت اور انگلستان کے اندروني تعلقات کیسے هیں ؟

مصر کا انگریزي آرگن (ایجپشین گزٹ) اس واقعہ پر طنطنۂ مسرت بلند کرتے هوے لـکھتا ہے کہ مصر اور ترکي کے باهمي تعلقات میں اس پہلے واقعہ نے مستقبل کیلیے ایک ایسي نظیر قائم کردي ہے جس سے هماري سیکڑوں گتھیاں سلجھہ جائیں گي - قسطنطنیہ جو کچھہ دنوں سے مصري سازشوں کا هیڈکوارٹر بن رها تھا ' بلا شبہ نئي وزارت نے اپنے منصفانہ اور قانون پرورانہ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ بہت جلد مصر کیلیے صاف کردیا جاے گا ' لیکن همکو موجودہ فرصت سے بہت جلد فائدہ اٹھانا چاهیے ' کیونکہ ترکي کي وزارت گردي کے مستقبل کي کسي کو خبر ہے ؟ اگر آیندہ انتخاب میں انقلاب هوگیا " تو شاید هم کو اسکا دوبارہ موقعہ نہ ملے -

پچھلي ڈاک میں الهلال العثماني کے جو نمبر آئے هیں ' ان سے معلوم هوتا ہے کہ شیخ چاویش آنے والي مصیبت سے باخبر هوچکا تھا اور انقلاب وزارت سے گو حالات بدل گئے تھے مگر تاهم اسکو توقع نہ سمجھتا تھا کہ گورنمنٹ عثماني اسکے حوالہ دینے کو میں اسقدر جلدي کرے گي - کہا جاتا ہے کہ سعید پاشا نے کئي هزار روپیہ اسکو ٹائپ اور پریس کیلیے دیا تھا اور دو سو پانڈ ماهوار دیتي تھي مگر مختار پاشا نے اس اعانت سے انکار کردیا ' المقطم اور لسان الحال اس واقعہ کو اسطرح لکھتے هیں گویا انہوں نے سعید پاشا کا کوئي بہت بڑا پوشیدہ جرم فاش کردیا ' حالانکہ اگر یہ واقعہ سچ بھي هو ' تو دار الخلافۂ عثماني میں ایک عمدہ عربي اخبار کے اجرا کیلیے مدد دیني قابل صد تعریف جرم ہے - (طنین) جسکو بند کردیا گیا تھا " (جنین) کے نام سے نـکلا ' اور آج جو پرچے آئے هیں اُن پر (سنین) کا نام ہے - جاهد بـک بدستور ایڈیٹر اور بابان حقي پروپرائٹر هیں - الهلال عثماني میں اب ترکي حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور (جلال نوري بـک) چیف ایڈیٹر (جون ترک) اسکا ایڈیٹر مقرر هوا ہے -

سعیدیہ جہاز جس پر شیخ چاویش مصر کو روانہ کیا گیا تھا ٩ - ستمبر کو اسکندریہ پہنچ گیا ' ابتک اسکا فیصلہ نہیں هوا ہے کہ کس قسم کي عدالتي کارروائي کي جاے گي -

---

بلـــقـــان کي مشکلات میں ابتک کوئي کمي نہیں هوئي بلکہ حالات مخدوش تر هوتے جاتے هیں ' بظاهر یہ یورپین ترکي کے فیصلے کیلیے اس وقت سے فائدہ اٹھانے کا بلقان سے باهر بھي ارادہ پیدا هو رها ہے - ایم سازا نوف روسي وزیر خارجہ اور سر ایڈ ورڈ گرے کي ملاقات ' کونٹ برچیولڈ کي تجویز کي از سرنو تازگي ' اسٹریا کي باب عالي کو اجراے اصلاحات کیلیے دھمکي ' صوفیا کے پے در پے جلسے ' یہ واقعات ابتک بدستور پیچیدگي اور اغتشاش ظاهر کر رہے هیں -

مگر باب عالي نے ایک بڑي فوجي نمایش ایڈریانوپل میں شروع کردي ہے اور خواہ طرابلس کے اندر کچھہ هي هورها هو ' اور اندروني نزاعات کتنے هي شدید هوں ' مگر الحمد للہ کہ ترک مسلمان اور سپاهي هیں ' اور بلقان کے ساتھہ جو کچھہ هوگا ' وہ دریا میں نہیں ' بلکہ خشکي پر هوگا جس کیلیے دنیا بھر میں انکو کسي فوج سے خوف نہیں

الهلال

۲۹ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته
وهو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷) -

(۲)

کسیکه محرم راز صبا ست ' مي داند
که با وجود خزان بوے یاسمن باقیست

دوسري علامت : رهباني اقتدار کا خاتمه

ایک بہت بڑي امید افزا علامت یه بهي هے که همارے لیڈرونکي اُس احباري اور رُهباني سطوت و تسلط (۱) کا خاتمه هوگیا ' جس نے قوم کے قلوب و اذهان کي ذاتي قوت سلب کردي تهي ' اور کسي متنفس کو اسکے آگے چوں و چرا کرنے کي جرأت نہیں هوتي تهي - اسطرح کے پر خوف رعب کا کسي ایک گروه کے قبضے میں رهنا ' همیشه سے قومونکے دماغي تنزل کي ایک حقیقي علت رها هے ' اور تقلید کي جسقدر گمراهیاں هیں ' وه اسي رعب و جبروت کي هوا میں نشو نما پاتي هیں - هم نے گذشته نمبر میں کہا تها که هر اصلاح کي اولین منزل تقلیدي بند شوں سے رهائي هے ' لیکن تقلید کے قید خانے سے آدمي نکل نہیں سکتا ' جب تک پیشواؤں کے رعب و جبروت کي زنجیروں سے رهاي نه پاے - انسان کے نظام دماغي پر صرف اعتقادات کي حکومت هے ' اسکے تمام حاسے اسي شے کے ماتحت ' اور تمام اعمال و افعال اسي سے وابسته هیں ' پس جب اسکا دماغ کسي خارجي عظمت و جبروت کے اثر سے مرعوب هو جاتا هے ' تو اسکے تمام اعمال و معتقدات میں اس مرعوبیت کا اثر سرایت کر جاتا هے ' بلکه وه جو کچهه دیکهتا اور سنتا هے ' وه بهي اس مرعوبیت کے اثر سے خالي نہیں هوتا - چونکه اسکي قوت فکري بیکار هو جاتي هے ' اسلیے یه مرعوبیت جو کچهه دکهاتي هے ' دیکهتا هے ' اور جو یقین دلاتي هے ' یقین کرتا هے -

ایک بت پرست جب انتہا درجے کي عاجزي کے ساتهه ایک پتهر کي مورت کے آگے سر ٹیکتا هے ' تو کیا اسکا دماغ مختل هو جاتا هے ؟ کیا اسکي قوت بصارت جواب دیدیتي هے ؟ کیا سونچنے اور سمجهنے والي قوت اسکے دماغ سے اُس وقت چهین لي جاتي هے ؟ اور کیا کوئي خاص قوت تفکر موحد و اِله پرست انسان کو نصیب هے ' جو بت پرستوں کو نصیب نہیں ؟ پهر کیا بات هے که هم کو جو شے محض پتهر کا ایک ٹکرا نظر آتي هے : ما لا ینفعهم و یضرهم ' اُسي شے میں بت پرست الهي طاقتوں اور عظمتوں کا کرشمه دیکهتا هے ' اور جو قوت فکري همیں اسپر هنساتي هے ' وهي اُسکي طاقتوں کا اُسے یقین دلاتي هے ؟

اسکا اصلي سبب یهي هے که تقلید آباؤ رسوم نے اُن بتوں کي عظمت و جبروت سے اسکے دماغ کو مرعوب کردیا هے ' اور تمام قوتیں

---

(۱) عربي میں عیسائیوں اور یہودیوں کے روحاني مقتداؤں اور علما کو احبار و رهبان کہتے هیں - احباري و رُهباني تسلط سے انکا وه مشرکانه اقتدار مقصود هے ' جو چوتهي صدي عیسوي میں تمام اقوام بني اسرائیل پر چهایا هوا تها ' اور جسکي وجه سے انکے هاتهه میں تمام الهي احکام و قوانین چلے گئے تهے - جس چیز کو چاهتے تهے قوم پر حرام کردیتے تهے ' اور جسکو چاهتے تهے حلال کردیتے تهے - کسي عام فرد قوم کو حق حاصل نه تها که اپنے ذاتي تفکر اور اجتہاد سے کسي مسئلے پر غور کرے ' اور اپني زندگي کے اعمال و معتقدات کا خود فیصله کرے - قرآن کریم نے تقلید کي پرستش کا استیصال کرتے هوئے سب سے بڑي توحیدي ضرب اسي اقتدار پر لگائي ' اور فرمایا که اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله [یہود و نصارا نے اپنے پیشواؤں کو خدا کا شریک بنا لیا هے - ۹ : ۳۱] عدي بن حاتم نے جب اس آیت کے نزول پر اعتراض کیا که "یہود و نصارى اپنے مذهبي پیشواؤں کو خدا کب سمجهتے هیں ؟ " تو آنحضرت (صلعم) نے فرمایا که " کیا وه جس چیز کو حلال کردیں ' تم انکو حلال ' اور جسکو تم پر حرام کردیں ' اسکو حرام نہیں یقین کرلیتے ؟ حالانکه اسکا اختیار صرف خدا تعالى کو حاصل هے "

لوتهر کے زمانے تک تمام مسیحي دنیا پر یه رهباني تسلط قائم رها ' رومن کیتهولک عیسائیوں میں ابتک قائم هے ' اور مسلمانوں میں تو آج صدیوں سے همارے فقہاے ' قدما ' اور علماے حال ایک ...

التسلط ربي کا حکم رکهتے هیں ' اور قرآن کریم جن بیڑیوں کو کاٹنے آیا تها ' وهي آج اسکے پیروؤں کے پاؤں کا زیور هیں - وه جس شے کو چاهیں ' حلال کردیں ' اور جس کو چاهیں حرام - گویا قرآن اور حدیث هندؤں کي مقدس کتابونکے طرح صرف پنڈتوں کے دماغ و فهم کیلئے نازل هوا هے ' کسي عام فرد قوم کو اسپر تدبر و تفکر و فهم و ادراک کا حق حاصل نہیں - یهي تقلید اور سدّ باب اجتہاد کا مرض هے ' جس نے صدیوں سے مسلمانوں میں هر طرح کے ارتقاے ذهني اور اجتہاد فکري کا دروازه بند کردیا هے - ابتک یه تسلط مسلمانوں میں صرف همارے علما هي کو حاصل تها ' لیکن اب انکو هٹاکر انکي مسند پر قبضه کرنے والے بعض فرنگي مآب لیڈروں کو بهي حاصل هوگیا هے - جبه و دستار کا اقتدار صرف مذهبي معاملات میں محدود تها ' لیکن فراک کوٹ اور ترکش کیپ کي طاقت غیر محدود و لا انتہا هے - نه صرف پولیٹکل معاملات میں ' بلکه مذهب کي قطع و برید کي بهي جب کبهي (حسب مصالح جدیده و متقضیات حالیه) ضرورت پیش آجاے - وه هرطرح کے احکام الهیه جاري کرنے کیلیے انتہائي قوت هیں ! !

پولیٹکل معاملات میں تو انکے احکام سے سر مو تجاوز کرنا بهي بالکل فسق و کفر هے : یا ایها الذین امنوا ! ان کثیرا من الاحبار و الرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله (۹ : ۳۴) -

اور حواس کو قایم و صحیح ھیں ' مگر اس رعب و سطوت کے بوجھہ سے اسطرح دب گئي ھیں ' کہ انکو اپنے اعمال کا موقعہ ھي نہیں ملتا - قوت فکري ضرور اسکے دل میں شک اور تزلزل پیدا کرے کہ اِن بتوں میں دھرا ھي کیا ھے ؟ مگر مرعوبیت اسکی مہلت ھي نہیں دیتي - آنکھیں ضرور اسکو دکھلائیں کہ یہ ایک حقیر و ذلیل پتھر ھے ' مگر مرعوبیت کي بند ھي ھوئي پٹي دیکھنے ھي نہیں دیتي - اسکے پاس غور اور فکر کي وہ تمام قوتیں موجود ھیں ' جو ایک موحد اور " ملکوت السماوات والارض " پر غور کرنے والے حکیم کے پاس ھیں ' مگر اعتقاد و عظمت کا دیو انہیں اپنے پنجے کي گرفت سے نکلنے نہیں دیتا - قرآن کریم نے اسي حالت کي نسبت فرمایا ھے کہ :

فانہا لا تعمی الابصار ' گمراہونکي آنکھیں اندھي نہیں ھو
ولاکن تعمی القلوب ' التی جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ھو جاتے
في الصدور - (۲۲ : ۴۵) ھیں ' جو انکے سینوں میں ھیں -

یہ حالت عام ھے اور اسکي نظیریں انساني اعمال کي ھر شاخ میں ملسکتي ھیں - مذھب کي طرح پالیٹکس میں بھي مسلمانوں پر اپنے پیشواؤں کي عظمت و جبروت کا رعب اسطرح چھایا ھوا تھا کہ انکو کبھي خود غور کرنے اور اپني حالت کو سمجھنے کي جرات ھي نہیں ھوتي تھي - اگر کبھي کسي شخص کے دل میں شک و شبہ پیدا بھي ھوتا تھا ' تو اس مرعوبیت کے استیلا سے شکست کھا جاتا تھا - مگر الحمد للہ کہ اب تقلید کي بندشوں کي شکست نے اس الہي رعب و سطوت کي زنجیروں سے بھي مسلمانوں کے دماغوں کو نجات دلادي ھے ' اور ھماري نظر میں یہ اصلاح و تغیر کي دوسري بنیاد ھے ' جسکو ھر طرح کے اصلاحي تغیرات کا دیباچہ سمجھنا چاھیے - یہ کوئي معمولي انقلاب نہیں ھے کہ کل تک جن لیڈرونکے خلاف ایک لفظ بھي منہ سے نکالنا ' سب سے بڑا انساني جرم سمجھا جاتا تھا ' آج تمام قوم علانیہ اخبارات میں انپر سخت سے سخت نکتہ چینیاں کر رھي ھے اور شدید سے شدید الزام دینے میں بھي کوئي گناہ نہیں سمجھتي - اب لیڈروں کي بنائي ھوئي سیاسي شریعت کے احکام میں عقل کو دخل دینا کفر نہیں رھا ' بلکہ صرف بدعت ھے ' اور بہتوں کے عقیدے میں تو بدعت حسنہ - اب آزادانہ حقوق طلبي اور پولیٹکل جد و جہد کي دعوت دینے والے کو گذشتہ سیاسي اصطلاح کي سب سے بڑي گالي دینے یعني " کانگرسي " کہنے میں جلدي نہیں کي جاتي ' حالانکہ یہ وہ گالي تھي ' جسمیں گویا اخلاقي ' تمدني ' اور مذھبي رذائل و عیوب کي ایک دنیا پوشیدہ تھي ' غرضکہ اب مسلمان لیڈروں اور انکي " مسلمہ پالیسي " کي عظمت و رعب کا بیت عنکبوت ھباءً منثورا ھو گیا ھے : ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لوکانوا یعلمون (۲۹ : ۴۱) نعرۂ انا الحق کہنے پر منصور کو سولي پر چڑھایا جاتا تھا ' اب بہت سے منصور پیدا ھو گئے ھیں جو دار و رسن کي سطوت سے بے خوف و نڈر ھیں ' از خود لیڈروں نے بھي اس تغیر کي قوت کو محسوس کرکے اپنے " ما انزل اللہ بہا من سلطان " کي گرفت ڈھیلي کردي ھے ' بلکہ زیادہ غور کے ساتھہ دیکھا جاے تو لیڈروں کے رعب و سطوت کي جگہہ اب خود لیڈر قوم کے رعب سے مرعوب ھو رھے ھیں - اس سے صاف معلوم ھوتا ھے کہ اگر اس تغیر کي فرصت کو ضائع نہ کردیا گیا تو انشاء اللہ بہت جلد قوم میں زندگي کي حرکت پیدا ھونے والي ھے :

و یحق اللہ الحق بکلمتہ ' ولو کرہ المجرمون (اور خدا اپنے کلام سے حق بات کو حق کر دکھائے گا ' اگرچہ منکروں کو برا لگے - (۱۰ : ۸۲)

اسلامي پریس کا تغیر

اگرچہ اس تغیر حالت کا اصلي سبب ' قدرتي ولولوں کا اضطراب ' اور پھر اسکا جلد ظہور ' تنسیخ تقسیم بنگال کو سمجھنا چاھیے - لیکن اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اسلامي پریس کے ایک دانشمند اور اثر پذیر حصے نے بھي اس تغیر کي تشکیل میں بہت مدد دي ' اور یہ سخت نا انصافي ھوگي اگر اب ' اور آئندہ بھي اس تغیر کے تذکرے میں انکے ذکر کو نظر انداز کردیا جاے -

اس سلسلے میں بلحاظ تقدیم اشاعت سب سے پہلے کامرید کا ذکر کرنا چاھیے ' جس نے گو قدیمي اصطلاحات و اسما کو ھمیشہ قائم رکھنے کي سعي لاحاصل کي (لاحاصل اسلیے کہ اب ان میں حرارت غریزي باقي نہیں رھي) لیکن تاھم معاني بہت کچھہ بدل دئے ' اور گو تغیر کي رفتار مصلحۃً سست رکھي ' مگر پچھلي منزل سے آگے بڑھتا رھا ' اور مسلمانوں میں بتدریج ملکي معاملات سے دلچسپي لینے کے مذاق اور ھر پولیٹکل مسئلے میں لیڈروں کے فتوؤں کي جگہ قومي آرا کے ظہور و نشوؤنما کا ایک موثر محرک ھوا - اصلاح و تغیر کے مختلف طرق میں سے یہ بھي ایک بے خطر اور آسان تر طریقہ ھے - کامرید کے ساتھہ ھي مسلم گزٹ لکھنو اور زمیندار لاھور کے نام نظر آتے ھیں ' جنکي آزادانہ پالیسي کو في الحقیقت اس نئي بیداري کے ظہور میں نمایاں دخل ھے - پرانے اخباروں میں وکیل امرتسر بھي قابل تذکرہ ھے ' جس نے یونیورسٹي کے متعلق ابتدا سے آزادانہ رائیں ظاھر کیں - اسي سلسلے میں خاص طور پر البشیر کا بھي ذکر کرنا چاھیے ' جس نے سچائي اور قابل تعریف دلیري سے نئے تغیرات کا ساتھہ دیا ھے ' اور پچھلي پالیسي سے دست بردار ھوجانے کا اعلان کردیا ھے - یونیورسٹي کمیٹي کي نسبت بھي جو مضامین آجکل وہ لکھہ رھا ھے ' وہ آزادي اور راست بیاني سے خالي نہیں - اور گو وہ ھم " قدیمي دشمنان کالج " اور " اعداء قوم " سے کتنا ھي ناراض ھو ' مگر جب وہ اپني جگہہ چھوڑ کر حرکت کرچکا ھے - تو اب ھم کو اُس سے کوئي ناراضگي نہیں ' بلکہ خوش ھیں کہ :

اندک اندک عشق درکار آورد بیگانہ را

انکے علاوہ ابتو عام طور پر اکثر معاصرین کو اس تغیر سے متاثر ' اور راہ حق گوئي و آزادي کے قریب قریب پاتے ھیں ' نئے نئے پرچے بھي جو نکل رھے ھیں ' وہ بھي الحمد للہ نئے خیالات لیکر نکلتے ھیں اور پرانے طریق کو چھوڑ رھے ھیں - اکثر صاحبوں نے تو علانیہ نئے خیالات کا اظہار شرع کردیا ھے اور بعض مصلحۃً صرف تغیر لب و لہجہ سے نئي پالیسي کي ابتدا کرني چاھتے ھیں اور نتیجہ دونوں کا ایک

ھے - علی الخصوص یونیورسٹی کے معاملے میں تو تقریباً تمام اسلامی پریس آزادانہ رویے پر متحد ھوگیا ھے اور کوئی اخبار بھی ایسا نہیں' جس نے نہایت سخت لفظوں میں نکتہ چینی نہ کی ھو شکر اللہ سعیھم و وفقنا اللہ سبحانہ و ایا ھم کما یحبہ و یرضاہ -

مسلم گزٹ لکھنؤ

مگر درحقیقت موجودہ تغیرات کے ذکر میں سب سے زیادہ خصوصیت کے ساتھہ مسلم گزٹ لکھنؤ کا ذکرنا چاھیے' جس نے موجودہ سیاسی تغیراتِ خیالات کی تولید میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ لیا' اور اس خدا پرستانہ دلیری' اور حق گویانہ آزادی کے ساتھہ صدا بلند کی' کہ فی الحقیقۃ " لا یخافون لومۃ لائم " کے نفوس خاص میں اسکا شمار ھے - ھم اپنے مخدوم وصیف سے متمنی ھیں کہ اپنے قلمی جہاد کو اور زیادہ محکم و شدید کریں - اور آگے چلکر ھم جن امور کا ذکر کرنے والے ھیں آنسے غفلت نہ فرمائیں' وہ یقین کریں کہ حق اور سچائی کیلیے فتح ھے' باطل اور باطل پرستی کیلیے نہیں کہ ان الباطل کان زھوقا -

موجودہ لیڈرونکے خیالات میں تغیر

اس سلسلے میں اُس تغیر کو بھی فراموش نہیں کرناچاھیے جو آجکل خود کار فرمایان ملت کے خیالات میں بھی صاف صاف نظر آرھا ھے' اور اگر یہ تغیر محض مصالح وقت' اور اضطرار حالات کی بنا پر نہیں' بلکہ سچے طور پر دل اور دل کے اندر تک پہنچا ھوا ھے تو فی الحقیقت اسکو ایک بہت بڑی فال نیک سمجھنا چاھیے - ھم نے ھمیشہ اپنی تحریروں میں سخت سے سخت الزام انکو دیے ھیں اور اکثر ایسا بھی ھوا ھے کہ ھم نے انکی نیتوں تک کو بھی مشتبہ قرار دیا ھے' مگر وہ یقین کریں کہ ھم انسے بالکل مایوس نہیں ھیں - ھمارے بعض دوستوں نے ھمکو الزام دیا ھے کہ ھم لیڈرونکی پوری جماعت کو یکساں تاریکی میں ظاھر کرتے ھیں - حالانکہ یہ بھی صحیح نہیں' ھمارا تو انکی نسبت ابتدا سے یہ خیال ھے کہ :

منھم ظالم لنفسہ'	بعض ان میں سے طرق ھدایت کو چھوڑ کر اپنے
و منھم مقتصد'	نفوس پر ظلم کر رھے ھیں' بعض ان میں سے
و منھم سابق	درمیانی راہ چلتے ھیں' اور پھر انھیں میں سے
بالخیرات	ایسے بھی ھیں' جو واقعی اعمال نیک میں
(۳۵ : ۳۱)	پیش قدمی کرنا چاھتے ھیں -

لیڈروں سے ھماری صرف یہ التجا ھے کہ وہ گذشتہ باتوں کو بھول جائیں تو ھم بھی بھول جانے کیلیے طیار ھیں - انکو موجودہ تغیرات سے عبرت پکڑنی چاھیے اور سونچنا چاھیے کہ انکی برسوں کی عزت و نیک نامی کی کمائی کس طرح یکایک خاک میں ملگئی ؟ انکو چاھیے کہ آیندہ کیلیے اپنا معاملہ اپنے خدا سے درست کرلیں' اور اپنی نیتوں اور ارادوں کو صرف رضاے الہی کے تابع کردیں - جس دن وہ ایسا کرلیں گے پھر انسے بڑھکر قوم کیلیے اور کوئی مفید وجود نہوگا - یہ کیسی سخت غلطی ھے کہ خدا انکو دین اور دنیا' دونونکی عزت دیناچاھتا ھے' مگر وہ بے ھمتی سے صرف دنیا کو پوجتے اور اسی کے پیچھے سرگرداں ھیں ؟

ومن کان یرید ثواب	جو شخص دنیا کی بہتری چاھتا ھے اس
الدنیا فعند اللہ ثواب	سے کہدو کہ خدا کے پاس دنیا اور دین'
الدنیا والاخرہ	دونوں کی بہتری ھے - وہ دونوں کا کیوں
(۴ : ۷۸) ومن کان یرید	نہیں طالب ھوتا ؟ اور جو عزت کا طلبگار
العزۃ' فللہ العزۃ	ھے اسے یاد رکھنا چاھیے کہ عزت اللہ
جمیعا (۳۵ : ۲۱)	کیلیے اور اسی کے ھاتھہ میں ھے -

لیکن اس فرصت کو ضائع نہین کرنا چاھیے

یہ حالات یقیناً امید افزا ھیں' اور تغیرات نے نئی بنیادیں رکھنی شروع کردی ھین' مگر اب سب سے مقدم بات یہ ھے کہ اس انقلاب و تغیر کی اھمیت و نزاکت کو نظر انداز نہ کیا جاے اور کمال حزم و احتیاط کے ساتھہ آیندہ اقدامات کا ایک نقشہ مرتب ھو - اگر خدانخواستہ یہ فرصت محض اخبار کی قلم فرسائیوں اور ذھنی نقشہ آرائیوں میں ضائع کردی گئی' تو پھر یاد رھے کہ ھمارے لیے ھمیشہ ایک طلائی فرصت کے کھودینے کا ماتم ھوگا - قدرت اپنی بخشائشوں میں جسقدر فیاض ھے' اتنی ھی غافلوں اور کافران نعمت کی تعذیب میں شدید بھی ھے - بہت ممکن ھے کہ پھر ایک مدت تک کیلیے ھمارے دل ھم سے روٹھہ جائیں' اور زمانہ ھماری ملی قوت کو محض ایک عارضی ھیجان سمجھکر ھمیشہ کیلیے ناقابل التفات سمجھہ لے - اس وقت تک نئے قافلے کے ساز و سامان کی فراھمی کیلیے جتنی دوڑ دھوپ ھوچکی ھے' کافی ھے - اب وقت آگیا ھے کہ الرحیل ! الرحیل ! کی صدا بلند کردی جاے - اور قافلہ منزل مقصود کی طرف روانہ ھوجاے

فکر مستقبل

پس گذشتہ افسانے کو ختم کرکے آیندہ کی فکر کرنی چاھیے - یہ اب ھر شخص محسوس کرنے لگا ھے کہ پچھلی راہ صحیح نہ تھی' اور گو : ما وجدنا علیہ اٰبائنا الاولین کی صدائیں اب بھی کہیں کہین سے آرھی ھیں' اور گو ایسے بھی ھیں' جو اب بھی زبان سے اپنی پچھلی ضلالت کا اقرار کرتے ھوے شرماتے ھیں' لیکن اگر دلوں کو ٹٹولا جاے' تو کوئی بھی نہیں جو تزلزل اور جنبش محسوس نہ کرتا ھو - اسلیے اب تمام قوتِ غور و بحث اسمیں صرف کرنی چاھیے کہ آیندہ کیلیے کونسی راہ اختیار کی جاے' اور اسکا نظام اور مقصد کیا ھوگا ؟ جن لوگوں نے موجودہ تغیرات کے پیدا کرنے مین سعی مشکور کی ھے' انکو خدا کا شکر کرنا چاھیے کہ وہ ناکام نہیں رھے' مگر ساتھہ ھی اب انکا یہ بھی فرض ھے کہ اگر ایک راہ سے انکو ھٹایا ھے تو دوسری راہ پر لگا بھی دین - اگر اس وقت قوم کے آگے کوئی نئی راہ پیش نہ کی گئی' تو خوف ھے کہ کہیں بے خانماں ھوکر اور زیادہ بھٹک نہ جاے - بیشک ابتک قوم کے پاس کوئی محفوظ گھر تھا ھی نہیں' گھر اگر بنے گا' تو اب بنے گا' تاھم ایک گھرے ھوے گڑھے میں تو ضرور پڑی تھی' جب اُس سے نکل آئی ھے' تو زیادہ دیر تک کھلی زمین پر آوارہ نہ رکھیے -

ھم اس نکتے سے بے خبر نہیں ھیں کہ ھر اصلاح و تغیر کیلیے اصلی کام جنبش کا پیدا کردینا' اور گمراھی کے قفس کا دروازہ

کھولدینا ہے - جب حرکت پیدا ہوگی اور قفس کی قید سے باہر نکلیں گے ' تو پھر خود ہی اپنے لیے کوئی نہ کوئی آشیانہ ڈھونڈھ لیں گے - یہ بالکل سچ ہے ' اور جو لوگ آج قوم میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں ' انکو ہرگز اسکا ذمہ دار نہیں سمجھتے کہ وہ قوم کو گڑھے سے نکالکر اُسکے لیے کوئی نیا محل بھی طیار کردیں - یہ کام انکا نہیں ہے ' انکا اصلی فرض یہاں تک پہنچکر ختم ہوجاتا ہے کہ پانی بند ہے ' اسکا بند توڑ دیں ' جب وہ چلے گا تو خود اپنا راستہ نکال لے گا ' اور اگر خود نہ نکال سکے گا تو پھر انجینیر آئیں گے اور اسکے لیے ایک مستقیم نہر کا خط کھینچیں گے -

یہ اصلاح کے تقسیم عمل کا ایک سچا اصول ہے ' مگر ساتھہ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسکے لیے وہ قومیں موزوں ہیں ' جنکے یہاں تقسیم عمل کیلیے دماغوں اور ہاتھوں کی کمی نہیں ' انکے یہاں ایک دماغ صرف نقاد ہوتا ہے جو صرف نکتہ چینی کرتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ عمارت کی دیوار میں اس جگہہ کجی ہے - پھر دوسری جماعت معماروں کی ہوتی ہے ' وہ دیوار کو ڈھاکر از سرنو اٹھاتی ہے - مگر مسلمانوں میں اصلی سوال دماغ اور راے ہی کا نہیں ' بلکہ آدمیوں کا ہے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم میں آدمی نہیں ' اور آدمی مشینوں میں ڈھل نہیں سکتے - پس ہمکو ہمیشہ اپنی بے بضاعتی پر نظر رکھنی چاہیے ' اور اسلئے ہر شخص کو صرف اپنا فرض ہی نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ اپنے امکان اور مقدور پر نظر رکھنی چاہیے - امن کے زمانے میں جب فوج اپنی اپنی بارکوں میں رہتی ہے ' تو توپ چلانا سیکھتی ہے ' انکو اٹھا کر اپنے پیٹھہ پر لیے ہوے نہیں پھرتی ' لیکن جب جنگ کی نازک گھڑیاں آجاتی ہیں تو پھر اس وقت صرف فرض اور ذمہ داری ہی ہر شخص کی نہیں دیکھی جاتی ' بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اپنے مقدور اور اپنی اپنی طاقت بھر جو سپاہی جسقدر کام کر سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے - اگر پہاڑ سامنے آکر حائل ہوجاتے ہیں ' تو سپاہی خچروں اور مزدوروں کا انتظار نہیں کرتے - خود ہی توپوں کو کھولتے ہیں ' خود ہی اپنی پیٹھوں پر لاد بھی لیتے ہیں ' اور پھر خود ہی وقت پر انسے کام بھی لیتے ہیں - اسلام کیلیے درحقیقت یہ ایک جنگ کی نازک گھڑی ہے ' جسمیں وہ اپنے ہر سپاہی سے صرف اسکی ڈیوٹی ہی کا نہیں ' بلکہ وہ جو کچھہ کر سکتا ہے ' اسکا طالب ہے - اس وقت کام کرنے والوں کو خود ہی تجویز پیش کرنی چاہیے ' خود ہی قوم میں اسکی دعوت پھیلانی چاہیے ' اور پھر کوشش کرنی چاہیے کہ ہوسکے تو خود ہی اس تجویز کو عمل تک پہنچائیں اور اگر نئی تلاش کی دعوت دی ہے ' تو خود ہی اسکو ڈھونڈھکر سامنے بھی کردیں -

اسی بنا پر اب ہم گذشتہ کے ذکر و افسوس کو بالکل بیکار سمجھتے ہیں - اصلی کام یہ ہے کہ پچھلی راہ سے ہٹانے کے بعد اب قوم کے آگے ایک نئی راہ کھولدی جاے اور انشاء اللہ تعالی اس بارے میں رب کریم و عزیز و حکیم نے جو خیالات ہمارے دل میں ڈالے ہیں ' انکو آیندہ نمبر میں پیش کرینگے - اور تمام بس اسی کے فضل و توفیق پر موقوف ہیں - واللہ المستعان و علیہ التکلان

شئون عثمانیہ

— * —

تزاحم اغراض ' تنافس اقلام ' و تصادم احزاب

— : —

الحاقة ما الحاقة ' و ما ادراک ما الحاقة ؟ (۱) وہ تزاحم اغراض ' تصادم احزاب ' تضارب اقدام ' اور تنافس افکار و اقلام کی ایک سخت و شدید ابتلا تھی ' جو حفظ خلافت اسلامی ' اور لواے توحید کلمۂ اسلام کے اس نازک فیصلہ کن ساعت میں بالآخر دولت عثمانیہ پر نازل ہوگئی :— هنالك ابتلی المسلمون ' و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

اتحاد و ترقی کا عارضی عزل

دو سال سے حزب الحریة و الائتلاف کی سازش کا جو نیا جال قسطنطنیہ کے برٹش قنصل خانے میں بنا جارہا تھا ' جسکے بننے کیلیے (کامل پاشا) کے بستر پیری کی چادر سے تار نکالے گئے تھے ' جسمیں استعمال کرنے کیلیے (اسماعیل کمال بے) انگلستان جاکر وہاں کی مضبوط آہنی سلائیاں لایا تھا ' جسکی جال کے خانوں میں البانی زنبوروں کی ڈنک کا زہر (۲) پیوست کیا گیا تھا ' جسکی طیاری میں عہد استبداد کے پرورش یافتہ : مصطفی صبری ' لطفی فکری ' اور عیسے بولاتین کی انگلیاں بھی شریک کی گئی تھیں ' اور جسکی تکمیل کیلیے مصری کپاس کی گھٹریاں کھولنی پڑی تھیں ' بالاخر پیرا کے اینگلو ٹرکش کارخانے میں بنکر طیار ہوگئی اور اسکے اندر اتحاد و ترقی کے پانوں اولجھکر رہگئے - یہ گو اتحادی پارٹی پر ایک عارضی فتح یابی ہے ' مگر چونکہ عارضی ہے ' اسلیے اور زیادہ مخدوش اور خطرناک ہے - کچھہ بعید نہیں کہ اس تصادم و تضارب میں تسلسل و امتداد پیدا ہوجاے ' اور اتحاد و ترقی پھر دوبارہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے تازہ کردے -

اس وقت ترکی میں صرف پارٹیوں کی سازشوں اور خفیہ تدابیر ہی کا نہیں ' بلکہ افکار و اقلام کا بھی ایک سخت تزاحم برپا ہے - اتحاد و ترقی گو شکست کھا چکی ہے ' مگر اسکی آواز ہر گوشے سے بلند ہے - حزب الائتلاف کے اخبارات خوشیاں منا رہے ہیں ' اور اتحادی اخبارات نئی وزارت کی قلعی کھول رہے ہیں - مصر کے اخبارات بھی ابتداے انقلاب سے دونوں جماعتوں میں منقسم ہوگئے ہیں ' اور اپنی اپنی جماعتوں کی حمایت اسطرح کرتے ہیں ' گویا خود انکی وزارت کو شکست و ظفر سے سامنا ہے - ان میں مشہور (المؤید) جسکو عہد گذشتہ کے تمغوں اور انعامات کی حسرت و ماتم سے آجتک مہلت نہیں ملی ' ابتداے انقلاب دستوری سے اتحاد و ترقی کا مخالف ہے ' (کیونکہ دستوری حکومت

---

(۱) یہ ایک شدنی اور ہونے والی بات تھی اور تم جانتے ہو کہ وہ کونسی شدنی بات تھی ؟ (سورۃ الحاقۃ)

(۲) البانیا میں ایک خاص طرح کا نہایت زہریلا زنبور ہوتا ہے جسکے ڈنک کی ہلاکت مشہور ہے - البانیا کو اس سازشی کارروائی میں شریک کرنے کی طرف اس سے اشارہ مقصود ہے -

نے اسکے لئے کوئي وظیفه مقرر نہیں کیا) ہندوستان کے بعض اخبارات اسکے مضامین کے اردو ترجمے شائع کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے که اسطرح وہ اجانب و اغیار کي اس سازش کا شکار ہو رہے ہیں ' جس نے خود اتحاد و ترقي کے ایک حصے کو توڑ کر حزب الائتلاف کے نام سے شکار کر لیا ہے -

انجمن اتحاد و ترقي

لیکن خواہ کچھہ ہو ' انجمن اتحاد و ترقي مر نہیں سکتي ' جس جماعت کے ہاتھونسے تاریخ عالم کا ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر واقعه انجام پایا ہو ' اسکو انگلستان کي سیاسي مکذوبات سے کوئي خوف نہیں ہو سکتا - انجمن کیلیے یه شرف کم نہیں ہے که اس نے صدیوں کي شخصي اور استبدادي حکومت کا بغیر کسي کشت و خون کے خاتمه کردیا ' اس نے خلافت عثماني کو ' جو باوجود شخصي حکومت ہونے کے خلافت اسلامي ہونے کي مدعي تھي ' (حالانکه شخصي استبداد اور توحید اسلامي ضد حقیقي ہیں جو جمع نہیں ہو سکتے) دستوري حکومت میں تبدیل کر کے صحیح معنوں میں خلافت سے تعبیر پانے کا مستحق کردیا ' اس نے پانچ سال تک انقلاب کے بعد کے پر اختلال و اغتشاش دور میں عثماني شرف کي حفاظت کي ' کریٹ کے مسئلے میں اس دلیري اور جرأت کے ساتھه دول کو جواب دیا که نصف صدي کے بعد یورپ نے عثماني خون کي گرمي محسوس کي ' روسي مداخلت کے وقت جب که خود انجمن اندروني دشمنوں سے گھري ہوئي تھي ' اس سختي کے ساتھه روسي قنصل کو باب عالي سے واپس کردیا که پھر اسکو دوبارہ لب ہلانے کي جرأت نه ہوئي ' اور سب سے زیادہ یه ' که جنگ طرابلس کے موقعه پر جبکه اسلامي شرف و عظمت کا گویا یوم الفصل سر پر آگیا تھا یہي اتحاد و ترقي کي پارٹي تھي ' جس نے ایک طرف خود باب عالي کے اندر عزم اور استقلال قائم رکھا ' اور دوسري طرف اپنے جانفروشوں کے اسلام پرستانه اقدامات و مجاهدات سے تمام مغرب و مشرق کو حیران و متحیر کردیا !

له حسنات و سیئات

اسمیں شک نہیں که اتحاد و ترقي کے مخالفوں کے اعتراضات و الزامات کو اگر انصافاً چھانٹا جاے ' تو انکا جھوٹ سچ کي آمیزش سے خالي نه نکلیگا - انجمن نے زمام حکومت ہاتھوں میں لیتے ہي حکومت کي تمام شاخوں کو اپنے ممبروں سے بھردیا ' فوج کو ہمیشه اپنے ہاتھوں میں رکھا ' اور فوجي حکومت کے نتائج وخیمه ہمیشه ظاہر ہوتے رہے ' اسکے اثر و اقتدار میں شدت گرفت سے استبداد اور تحکم پیدا ہوگیا تھا ' اور اسکے دعاوي اور اقدامات غرور و کبر اور خود مختاري و خود رائي سے آلودہ ہوگئے تھے - فوج کا سیاسي اشتغال ' دفعه (۳۹) کي عدم ترمیم ' عربي عنصر کي خواہشوں کي تحقیر ' عموماً نوجوان اور یورپین تہذیب سے مرعوب ممبروں کي بے اعتدالیاں ' بعض ملکي اور تمدني تغیرات کیلیے خلاف مصلحت جلد بازي ' اور سب سے زیادہ قابل تسلیم الزام یه که چند متفرنج اور فرنگي مآب شرکا کا الحاد اور یورپ کي تقلید و اتباع کي ہوس '

یه تمام الزامات ہیں ' جنکو به نسبت بے خبر مخالفین انجمن کے انکے دانشمند ہوا خواہ زیادہ بہتر طریقه سے جانتے ہیں - لیکن جن لوگوں نے اسطرح کے انقلابات کي تاریخ پر ایک سرسري نظر بھي ڈال لي ہے ' وہ ساتھه ہي یه بھي جانتے ہیں - که یه جو کچھه ہوا ' اس سے بہت کم تھا ' جسقدر دو موسموں کے درمیاني تداخل میں ہونا چاہیے - ملکوں میں جب کبھي سیاسي انقلابات ہوے ہیں ' تو برسوں تک اسطرح کي بد نظمیاں بلکه قتل و غارت کا بازار گرم رہا ہے - فرانس میں شخصي حکومت کا اسي دن خاتمه ہوگیا تھا جس دن باستیل کے قید خانے کے دروازے توڑے گئے ' لیکن باوجود اسکے نصف صدي تک فرانس کو امن و نظم کي جمہوري حکومت نصیب نہیں ہوئي ' اور بقول ویکٹور ہیوگو (Victor Hugo) " برسوں تک خون کو بوتے رہے ' تاکه اس سے زندگي کا پھل پیدا ہو "

انگلستان میں پارلیمنٹري حکومت کي بنیاد في الحقیقت سنه ۱۲۱۵ میں پڑگئي تھي ' جب (رچرڈ) شیردل کے جانشین نے (نورمنڈي) کو ہاتھه سے کھودیا تھا اور رعایا شورش و اضطراب پیدا کرکے آزادانه حکومت کے حصول میں کامیاب ہوگئي تھي - لیکن اسکے بعد پھر تین صدیوں تک کیا ہوتا رہا ؟ (چارلس) اول کي قرباني بھي ملک کو امن نه دلا سکي ' شورش و اضطراب ' قتل و غارت ' اختلال و اغتشاش ' انگلستان میں (ولیم) ثالث کے آغاز عہد تک قایم رہا -

یه نتائج قدرتي ہیں - صدیوں کي بني ہوئي عمارت جب گرے گي ' تو نئي عمارت کے بنتے تک درمیاني زمانه آسمان کے نیچے ہي بسر کرنا پڑے گا - اتحاد و ترقي نے اگر حکومت پر صرف اپنا ہي اقتدار قائم رکھا ' تو ایک فتحیاب جماعت سے ایسي خود غرضي کي غلطي کا ہونا کوئي سنگین جرم نہیں ' فوج ہي نے حکومت کو ابتدا سے نجات دلائي تھي ' اسلیے فوجي اقتدار کا حاوي ہوجانا بھي لازمي تھا - اتحاد و ترقي اگر فوج کو اپنے ہاتھه میں نه رکھتي تو کیا کرتي ' جبکه اسکا ہر ممبر انقلاب کے بعد بھي ارتجاعي تلوار کو اپنے سر پر چمکتا دیکھه رہا تھا - قدیمي عہدہ داروں سے انکا بدظن رہنا بھي بیجا نه تھا ' اسلیے که عہد حمیدي کے واقعات کو ابھي زیادہ مدت نہیں گذري تھي - یه بالکل سچ ہے که انمیں مقلدین فرنج ' اور الحاد خیال نوجوانوں کي بھي ایک جماعت ہے ' لیکن اسکے ساتھه ہي نیازي بے ' شریف بے ' یوسف فکري بے ' نوري بے ' اور خود صادق بے جیسے اسلام پرست اور غرق جذبات دیني نوجوان بھي شامل ہیں ' اور پھر دنیا یه تو کبھي نہیں بھول سکتي که موجودہ اسلامي نسل کا سب سے زیادہ محترم اور محبوب وجود ' غازي انور بے بھي اسي اتحاد و ترقي کا ایک والنتیر ہے -

ہم نے آغاز انقلاب دستور سے لیکر اس وقت تک اتحاد و ترقي اور اسکے مخالفین کي تحریرات و حالات - جسقدر یہاں بیٹھکر حاصل کي جا سکتي ہیں - حاصل کیں اور ہمیشه غور و فکر کے ساتھه پڑھتے رہے - ہمارا یه عقیدہ ہے (واللہ اعلم بحقیقة الحال) که ترکي میں آج اصلي ، کارکن گروہ اتحاد و ترقي کے سوا کوئي نہیں ' وہ ملک کا

نجات دهنده هے' اور ايثار و قرباني كي جو سچي اور غير مشتبه مثاليں اپنے اندر رکهتا هے - اسكي نظير دنيا ميں هميشه نهيں ملسكتي - البته اسميں هر طرح کے لوگ هيں' بعض خود غرض اور نفع پرست اشخاص بهي شامل هيں اور ملاحده و متبعين يورپ بهي : فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد' و منهم سابق با الخيرات - انكے گذشته پنج ساله عهد حكومت کے اكثر اعمال قابل تحسين هيں' اور بهت سے اعمال قابل اصلاح' اور بعض قابل نفرين : خلطوا عملاً صالحاً و اخر سئيا [انهوں نے ملے جلے عمل كيے' اچهے بهي اور برے بهي - ۹ : ١۰۳] ليكن ساتهه هي انكے پاس اسقد ذخيرۂ حسنات كا موجود هے كه وه ان سئيات سے درگذر كرنے كيليے كافي هے : و انما الحسنات يذهبن السئيات (١) -

پس همارے خيال ميں جو لوگ آج نئي وزارت کے قيام اور پارليمنٹ كي برهمي پر شادماني و نشاط ظاهر كر رهے هيں' وه يا تو حالات سے بے خبر هيں' يا سرے سے انهيں عثماني دستور هي سے كوئي همدردي نهيں - اگر يه محض ايک احزابي نزاع هوتا ' يا اندروني جماعت گردي كي وجه سے اتحاد و ترقي كي جگهه اسكي ايک مخالف جماعت كامياب هو جاتي ' تو هميں كچهه بهي افسوس اور رنج نه هوتا - مقصود حفظ خلافت سے هے' اور دستوري حكومت ميں احزابي فتح و شكست ناگزير هے - ليكن بدبختي يه هے كه انجمن اتحاد و ترقي كو ملک كي كسي اصلي جماعت نے شكست نهيں دي هے ' بلكه اجانب كي سازشوں نے اپنے ابليسانه اغراض كيليے انجمن كو راه سے هٹانا ضروري سمجهكر حزب الائتلاف كا بهيس بدلا هے ' اور ارتجاعي گروه كو ساتهه ليكر ايک خطرناک چال چلي هے - اس وقت اتحاد و ترقي كي شكست كا افسوس نهيں هے ' بلكه غيروں كي فتح يابي كا :

دوست نے خاطر دشمن سے كيا مجهكو هلاک
رنج يه هے كه وه كم حوصله نازاں هوگا

همارے بعض معاصرين كي سخت غلطي

هندوستان کے بعض اردو اخبار جو حالات سے ناواقفيت كي وجه سے يا كسي اور سبب سے انجمن اتحاد و ترقي كي شكست پر اظهار شادماني كر رهے هيں ' اور انجمن کے مخالفين كي تحريرات کے اقتباسات و تراجم كي اشاعت ميں غور و فكر سے كام نهيں ليتے ' وه درحقيقت اسطرح علاوه مكذوبات و اتهامات كي اشاعت ميں معين و مددگار هونے کے هندوستان کے مسلمانوں كو موجودۂ عثماني خلافت سے مايوس و بدظن كردينے كي بهي سخت غلطي كر رهے هيں - ان لوگوں کے ذرائع معلومات زياده تر مصر کے عربي اخبارات هيں ' يا پهر انگريزي اخبارات کے نامه نگاروں كي چٹهياں ' اول الذكر اخبارات كا يه حال هے كه المويد' الجريده ' العدل ' الاهرام ' الراى العام ' المنبر' اور اسي طرح کے اكثر اخبارات اپنے خاص اغراض ذاتي كي وجه سے انجمن کے اشد شديد مخالف هيں ' اور اگر اسكے وجوه هم بيان كريں تو كئي صفحے مطلوب هيں ' جو لوگ اغاز دستور کے زمانے ميں مصري پريس کے باهمي مناقشات و مزاحمات سے واقف هيں ' وه اچهي طرح اس سے باخبر هونگے - البته اللوا ' (اب بند هوگيا هے) اور العلم ' يه دو اخبار اتحاد و ترقي کے موافق هيں ' اور الحقيقة بيروت كا ' الزهره تيونس كا ' اور اتحاد و الترقي طرابلس الشام كا بهي انكے ساتهه هے' مگر يه اخري اخبارات همارے معاصرين کے هاں كم آتے هيں اور زياده تر انكا المويد اور العدل وغيره پر دار و مدار هے ' اسليے وه بے خبري ميں انكے بيان كرده حالات پر وثوق كر ليتے هيں اور نهيں سمجهتے كه يه اخبارات خود ايک فريق كي حثيت ركهتے هيں - يهاں تک كه اس هفتے هم نے ايک اخبار ميں (المقطم) کے نامه نگار کے طومار مكذوبات تحرير كا ترجمه ديكها ' جسكو مترجم نے نهايت توثيقي اور توصيفي الفاظ کے ساتهه شائع كيا هے' ليكن همارے معاصر كو معلوم نهيں كه (المقطم) قاهره ميں (حزب الاحتلال) كا مسلم ارگن هے ' اور ڈاكٹر يعقوب اور ڈاكٹر صروف نمر دو شامي عيسائي (جو تمام مصر ميں شيخ الاحتلال کے لقب سے پكارے جاتے هيں) اسے شائع كرتے هيں - اسكو انگريزي حكومت نے اپني سرپرستي اور نگراني ميں صرف اسليے جاري كرا يا هے كه ملک ميں انگريزي اثر كي توسيع و استحكام كا ذريعه هو' اور وه ۲۵ برس سے اسلامي ترقيات اور عثماني مقاصد كا اعد عدو دشمن هے - پس اسكي مخالفانه تحريريں تو اس سے زياده معتبر نهيں هوسكتيں ' جتني پايونير کے نامه نگار كي چٹهياں - باقي رهيں انگريزي اخبارات كي اشاعات ' تو يه ظاهر هے كه جو لوگ اس نزاع ميں خود ايک فريق كي حيثيت ركهتے هيں وه اسكے ليے كيونكر جج هو سكتے هيں ؟ درحقيقت انجمن اتحاد و ترقي كي مذمت اور حزب الائتلاف كي مدحت سرائي ميں سب سے زياده انگلستان كا حصه لينا هي اس امر كا ثبوت بين هے كه اتحاد و ترقي انگريزي سازش كا شكار هوئي هے ' نه كه كسي ملكي فتح يابي كا -

جو لوگ بے تامل اتحاد و ترقي کے متعلق طرح طرح کے مخالفانه قصص مشهور كر رهے هيں' انكو سمجهه لينا چاهيے كه اتحاد و ترقي هي نے موجوده عثماني حكومت قائم كي هے ' ابتک وهي قابض رهي تهي' اور پهر عنقريب چهه ماه کے بعد آنے والي هے - اسكي طرف سے نا واقف هندوستاني مسلمانوں كو بدظن كرنے كا يه نتيجه نكلے گا كه جو محبت و عظمت انكے دلوں ميں دولت عثماني كي موجود هے ' اور جو في الحقيقت اتحاد اسلام ' اور استحكام كلمۂ خلافت كا ذريعه هے ' وه مايوسي سے بدل جاے گي - كيونكه اتحاد و ترقي اور موجوده دستوري حكومت مرادف الفاظ هيں' اور هميشه مرادف رهيں گے - هم نے اس وقت تک نئے انقلاب پر كچهه لكهنے سے اسي ليے پرهيز كيا تها كه لازمي طور پر نئي حكومت کے بعض سرائر فاش كرنے پڑيں گے اور اسكا اثر عام مسلمانوں پر اچها نهيں پڑے گا ' كيو[نكه] احزابي انقلابات سے اصل دولت عثماني كو الگ كرکے ديكهنے كي سمجهه نهيں ركهتے - ليكن چونكه عام طور پر تمام معاصرين ايک غلطي کے مرتكب هو رهے هيں اسليے اسكے ازالے كيليے مجبوراً هم بهي غلطي ميں پڑكر احدي البليتين كو اختيار كرنا پڑيگا - هم آئ[نده] نمبر ميں اس اجمال كي تفصيل كرينگے -

(١) نيكياں برائيوں كو محو كر ديتي هيں

ناموران غزوۂ طرابلس

اٰیة من اٰیات الملیّة

— * —

اقتلونی اقتلونی یا ثقات　　ان فی قتلی حیات لامنات

— : —

اتلی نے جب ساحل بیروت پرگولہ باری کی نیت سے جنگی جہاز بھیجے' تو وہاں ایک عثمانی جنگی جہاز (عون اللہ) نامی موجود تھا - اطالی افسر بحری نے (عون اللہ) کا محاصرہ کرلیا' اور اسکے تمام عثمانی سپاہیوں اور افسروں کو پیغام بھیجا کہ اب بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی' ہتیار رکھدیں' ورنہ توپونکے دہانے آتش باری شروع کر دینگے -

لیکن دنیا اِس واقعہ کو کبھی بھول نہ سکے گی کہ (عون اللہ) کے اعلے سے لیکر ادنے تک' ہر سپاہی اور افسر نے اتالین مریم پرستوں کی غلامی سے صاف انکار کردیا' اور توحید اسلامی اور شرف عثمانی کے آگے اپنی جانوں کی حفاظت کی کچھہ پروا نہ کی - اس جہاز کے ایک افسر فواد بک نے جہاز کی تباہی کی آخری گھڑیوں میں' جبکہ چاروں طرف سے اتالین توپونکے گولے آ آکر اسکے سامنے پھٹ رہے تھے' اپنے وطن عزیز' اور اپنے اعزا و خاندان کے نام مندرجہ ذیل وصیت لکھی تھی' جو ایک پاک اور مقدس زندگی کا آخری پیغام حیات تھا : -

" وطن عزیز اور میرے خاندان محبوب کے نام :—

آج میں مر رہا ہوں' اور یہ میری زندگی کی آخری گھڑیاں ہیں' جو نہیں معلوم اس وصیت کے اختتام تک باقی رہیں گی یا نہیں ؟ لیکن میرا قلب' خوفِ موت سے مضطر ہونے کی جگہہ مطمئن' اور ہجر حیات کے غم سے غمگین ہونے کی جگہ شاداں و فرحاں ہے' اسلیے کہ میں اپنے بلاد محبوب اور ملت عزیز کے شرف و عزت کی راہ میں مر رہا ہوں -

اتالین نامردوں نے ہمکو ورغلانا چاہا' انہوں نے اپنی حالت پر ہمارے دل و دماغ کا قیاس کیا' اور وہ سمجھے کہ ہم موت کی تلخی سے ڈرکر انکی غلامی اور قید کو منظور کرلیں گے اور انسانیۃ کی اس انتہائی ذلت و حقارت پر راضی ہو جائیں گے - مگر یہ کیسا سخت دھوکا تھا جسمیں وہ مبتلا تھے ؟ اگر وہ خود شرف انسانی کے جذبات سے محروم ہیں' تو کیا انہوں نے تاریخ کے صفحوں اور قوموں کی روایتوں میں بھی کبھی انسانیۃ کی اواز نہیں سنی ہے ؟ عنقریب ہمارا خون سمندر کے پانی میں ملکر محو ہو جاے گا' اور لاشیں شکستہ جہاز کے تختوں کے ساتھہ موت و گمنامی کی موجوں میں چھپ جائیں گی - ہماری قبر سمندر کی بڑی بڑی مچھلیوں کے پیٹ میں ہوگی' یا مرغان صحرائی کے معدوں میں تقسیم ہو جائے گی - خشکی پر بسنے والے اب ہمکو کبھی نہ دیکھیں گے' اور مٹی کا ایک نشان بھی ہمکو نصیب نہوگا' لیکن پھر بھی ہم مطمئن ہیں - سمندر اور سمندر کے اوپر آنے والے خون و ہلاکت کے آلات' دونوں تلاطم میں ہیں' مگر ہمارے دلوں کے اندر سکون ہے - ہم کو یقین ہے کہ ہم عالم انسانیت کا سب سے بڑا فرض ادا کر رہے ہیں - ہماری روح اپنے خداے حی وقیوم سے شرمندہ نہیں ہے' جو اس وقت اتالین توپونکے گولوں' اور تختۂ جہاز پر ہماری تڑپتی ہوئی لاشوں' دونوں کو دیکھہ رہا ہے -

چونکہ ہم گمنامی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں' اسلیے ڈرتے ہیں کہ شاید ہمارے بعد دشمن ہماری نسبت غلط خبریں مشہور کردیں - اسلیے اپنے وطن مقدس اور ملت محبوب کے نام یہ پیغام چھوڑ جاتے ہیں' شاید ان تک کسی طرح پہنچ جاے' اور انکو معلوم ہو جاے کہ دنیا کی کوئی دلفریبی اور زندگی کی کوئی دلربائی ہمکو اپنی ملت مقدس کے شرف سے دست بردار ہونے پر آمادہ نہ کرسکی - ہم نے عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دی' اور الحمد للہ کہ اپنے آباؤ واجداد وشہداے کرام کے زمرے میں شریک ہونے کیلیے پا برکاب ہیں -

میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' اور دشمنوں کے گولے میرے یمین و شمال آ آکر پھٹ رہے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ میری زندگی کی آخری ساعات میں اب بہت کم لمحے باقی رہگئے ہیں - پس الوداع ! الوداع ! ! اے ملت محبوب اور اے وطن مقدس ! الفراق ! الفراق ! ! اے خاندان عزیز ! اور اے خاک مہجور ! !

ہاں میری عزیز اولاد' تو انکی نسبت میر[illegible] و[illegible]بت ہے کہ تم انکی تربیت و تعلیم سے غفلت نہ کرنا

اور سب سے پہلے انکو خالص اور بے میل اسلامي تربیت دلانا ' تاکه وه سیکهه جائیں که دین کیا هے ؟ اور ملت و وطن کیا شے هے ؟ اور پهر اپني زندگیوں اور اپني جانوں کو اسي راه میں قربان کردیں -

جب ان میں تعلیم اسلامي کي روح راسخ هوجاے ' تو پهر تمهیں اختیار هے که جس زبان کو چاهو' انهیں سکهلاؤ' اور جس علم کي چاهو انهیں تعلیم دو -

اسکے سوا دنیا کیلیے میرا کوئي پیغام نهیں' اور دنیا سے کوئي آرزو نهیں ——— "

میں نے اس وصیت کے ترجمے کو دو بار لکها' مگر دونوں مرتبه آنسوؤں کے سیلاب میں حرفوں کي سیاهي بهه گئي - اب تیسري مرتبه لکهکر چهپنے کیلیے بهیج رها هوں -

لیکن آه ! اے فواد بک ! اے اسلامي شرف و عظمت کے شهید ! اے محبوبیت الهي کے تاجدار ! ! یه تونے کیا کهدیا که " میں مررها هوں " ؟ اگر موت تیرے لیے هو' تو پهر بتلا که دنیا میں زندگي کو کهاں ڈهونڈ هیں ؟ اگر یه موت هے ' تو چالیس کرور مسلمانوں کي زندگیاں اس موت پر قربان - اگر تیرے مقدس وجود پر ظلم و عیصان سے بهري هوئي زمین تنگ هوگئي ' تو دلگیر مت هو که هم تیرے مقبرے کو اپنے دلوں میں بنائیں گے - اگر تیرے جنازے کو پهولوں کي چادر نصیب نهیں هوئي تو کیا مضائقه' هم اپني انکهوں کو پهوڑ ڈالیں گے ' اگر انهوں نے همیشه اپنے انسوؤں کي چادریں تیري یاد میں نه بهائیں - تو اپني موت کو کیوں گمنامي کي موت کهتا هے ؟ عالیشان گنبدوں اور مقبروں میں سونے والوں کي نشانیاں مٹ جائیں گي' مگر تیري سمندر پر بهنے والي لاش کو دنیا کبهي نه بهول سکے گي - جا ! اے پیکر قدس وعظمت جا ! دنیا تیرے رهنے کي جگهه نه تهي ' خدا کا آغوش محبت همیشه کیلیے تجهے مبارک هو ! ولا تحسبن الذین قتلوا في سبیل الله امواتا ' بل احیاء عند ربهم یرزقون

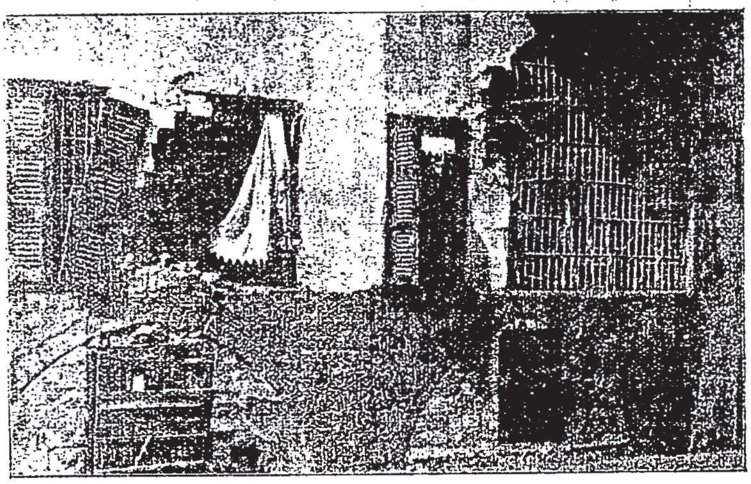

بیروت پر اٹلي کي گوله باري' اور بیروت بینک کي شکسته دیواریں

مجوزه مسلم یونیورسٹي

—*—

کامریڈ جلد ۴ نمبر ۱۰ مورخه ۷ ستمبر میں کسي بندۂ خدا کا ایک مراسله مجوزه مسلم یونیورسٹي کے متعلق چهپا هے - میرا خیال هے که کوئي کانفرنس' کوئي کمیٹي' کوئي لیڈر' کوئي اخبار نویس' غرض کوئي مدعي خدمت قوم مسلمانوں کو موجوده حالت میں اس سے بڑهکر مفید اور مخلصانه صلاح دے نهیں سکتا جو اس بندۂ خدا نے دي هے - هر اخبار نویس کا فرض هے که اس خاموش مگر سچے مسلمان کي صلاح کو قوم کے هر فرد کے کانوں تک پهنچانیکي کوشش کرے - خاصکر ان کانوں تک ' جو زبان انگریزي سے نا بلد هیں - [illegible] یونیورسٹي فاونڈیشن کمیٹي کے ممبروں کو قبل اسکے که وه مجوزه یونیورسٹي کے قبول کرنے یا نه کرنے پر اپني آخري راے دیں ' یه سونچ لینا چاهئے که ایا همارے خاموش مسلمان کي اس راے کے معلوم کرنیکے بعد اب انهیں بحث مباحثه کرنے اور غریب مسلمانوں کے روپیوں کو بے جا صرف کرنیکي کوئي ضرورت باقي ره گئي هے یا نهیں - میرا تو خیال هے که کوئي بهي ضرورت باقي نهیں رهي - کیا اچها هوتا که مسلمانوں کے لیڈر اور اسلامي اخبارات اپنے گراں بها وقت کو موهومه مسلم یونیورسٹي کے تذکرے اور بحث میں ضائع نه کرکے اُن ذرائع پر غور کرتے جنسے اس پاک باطن اور خاموش مسلمان کے خیالات کي تکمیل کي صورت پیدا هوتي -

(حبیب النبي خان صولت)

کارزار طرابلس

نصر من اللہ

—*—

۲ - اگست کا معرکہ " زوارہ "

—*—

مقتبس از مراسلۂ شیخ بارونی

—:—

شیخ سلیمان البارونی جو جبل مغربی (طرابلس) کے طرف سے عثمانی پارلیمنٹ میں ممبر ہیں ' اور جنکی تصویر اور بعض مراسلات الہلال میں شائع ہوچکے ہیں ' آغاز رمضان المبارک کے ایک تازہ معرکے کی نسبت میدان جہاں سے لکھتے ہیں :

" گذشتہ چٹھی میں نے آپکو (طویلہ غزالہ) سے لکھی تھی - اسکے لکھنے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میری طلبی میں زوارہ سے دو سوار پہنچے اور میں روانہ ہوگیا - وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ مدتوں کے بعد دشمنوں نے اپنے آشیانوں سے سر نکالا ہے ! "

" (زوارہ) کے سامنے ہی (سیدی عبد الصمد) واقع ہے - ۲- رمضان کی صبح کو دشمن کا ایک گروہ کامل سوار و پیادہ پلٹنوں اور سامان حرب کے ساتھہ اسکی طرف روانہ ہوا ' ہمارے سامنے کی چوکیوں نے ہمیں اطلاع دی کہ دشمن کا قصد اس طرف جانے کا ہے ' یہ خبر سنتے ہی میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس موقعہ پر کیا کام کرنا چاہیے - بلا ایک لمحہ بھی ضائع کیے ہوے مجاہدین کی ایک جماعت ساتھہ لی اور (مقبرۂ سیدی عبد الصمد) کی شرقی جہت کی طرف روانہ ہوگیا - جو عین دشمن کی رہ گذر پر واقع تھا - وہاں پہنچنے کے بعد کمانڈر عبد القادر بک اور قائم مقام سلطان بک بھی آکر مجھسے ملگئے - جب ہمکو پورے طور پر تحقیق ہوگیا کہ دشمن مقبرۂ عبد الصمد کی جانب جا رہا ہے ' تو مجاہدین کو کمال سرعت کے ساتھہ بڑھنے کا حکم دیا ' چونکہ عرصے کے بعد دشمن کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تھی اور مدت سے تمام مجاہدین کسی ایسے موقعہ کیلیے بیقرار ہورہے تھے ' اسلیے ہر شخص جوش و خروش سے بیخود ہو رہا تھا - بے اختیار نعرۂ اللہ اکبر کی صدائیں ہر شخص کی زبان پر جاری ہوگئیں ' نتیجہ یہ نکلا کہ وقت سے پہلے دشمن خبردار ہوگیا اور تمام اتالین فوج بد حواس ہوکر (حملہ ! حملہ !) پکارنے لگی - ہم نے دیکھا کہ چند گولیاں ہماری جانب چلائی گئی ہیں مگر ہم بے خطر بڑھتے رہے ' نزدیک جاکر معلوم ہوا کہ دشمن نے مقبرے پر قبضہ کرلیا ہے ' اور مقبرے کے گنبد پر اتالین جھنڈا کھڑا کرکے محصور ہوگئے ہیں "

مجاہدین کا حملہ

مجاہدین کے نمودار ہوتے ہی دشمن نے مدافعت شروع کردی اور توپوں کے دہانے ایک ساتھہ آتش باری کرنے لگے ' مگر یہ آگ اور دھویں کا کھیل اب ہمارے لیے کچھہ زیادہ خوف انگیز نہیں رہا ہے - بغیر کسی تامل اور جھجک کے ہم نے بھی آگے بڑھکر جواب دینا شروع کردیا اور معرکۂ کارزار گرم ہوگیا - اس لڑائی میں ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہوا کہ اطالی اپنی ایک سالہ عادت قدیمی کے خلاف کئی گھنٹے تک جمے ہوے قائم رہے ' اور صبح سے لیکر شام تک برابر جنگ جاری رہی ' تاریخ جنگ طرابلس میں یہ واقعہ ایک مستقل عنوان پانے کا مستحق ہے "

" دوپہر تک یہ لڑائی یمین و یسار اور قلب میں محدود رہی ' لیکن جب ہم نے دیکھا کہ کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلتا تو اپنی جماعت کے چند نظامی سپاہیوں اور مجاہدین عرب کو انکے لفٹننٹ جنرل کے ماتحت بھیجکر شرقی جانب کو قوت دی ' اور عثمانی توپ کو غربی جانب سے آتشباری کا حکم دیدیا ' اس تدبیر سے یکا یک حالات جنگ بدل گئے ' مجاہدین نے ایک نئی قوت اور ہمت اپنے اندر محسوس کی اور بے باکانہ صدائے رعد آسائے تکبیر بلند کرکے تیز قدمی سے بڑھنا شروع کردیا - "

نزول ملائکۂ نصرت و ہزیمت کفار

میدان قتال میں ہر وقت جنگ و قتال ہی سے سابقہ رہتا ہے ' مگر میرا تجربہ ہے کہ ہر جنگ میں خدا تعالی کے ملائکۂ نصرت ... قوم نبی کا ایک خاص وقت ہوتا ہے ' اور وہی وقت جنگ کا فیصلہ کردیتا ہے - غروب آفتاب کے بعد مجاہدین کے جوش و قوت اقدام کی کوئی انتہا نہ تھی ' ہر مجاہد اس طرح جانفروشانہ دشمنوں کی صفوں کے قلب میں گھس جاتا تھا ' گویا ملائکہ الہی کی صفیں آسمان سے اترکر اسکو اپنے حلقے میں لی ہوئی ہیں ' اور وہ انکی حفاظت میں آگ اور لوہے کے حربوں سے بے خطر ہوگیا ہے ' ابتدا میں تو چند لمحوں تک دشمن کے قدم جمے رہے ' اور مجاہدین نے بھی اپنے اندر ضعف محسوس کیا مگر اسکے بعد پھر مجاہدین کی بندوقوں سے مقابلہ نہ رہا تھا ' بلکہ قہر الہی کا ہاتھہ کام کر رہا تھا ' یکایک ہزیمت کے آثار نمایاں ہوگئے ' اور اطالیوں کو گویا اپنی بھولی ہوئی عادت یاد آگئی - پھر کیا تھا ' ہر طرف سے لوگ بد حواس ہو ہوکر بھاگنے لگے ' افسر اور سپاہی ' دونوں شدت اضطراب سے پاگل ہوگئے ' اپنے ہاتھہ کے اسلحہ و آلات تک کا کسی کو ہوش نہ رہا ' ایک دوسرے پر گرتا تھا ' اور اپنے گھوڑوں سے اپنے ہی بھائیوں کو پامال کرتا تھا - تھوڑی دیر کے اندر انہوں نے اپنی جگہ خالی کردی ' اور مجاہدین نعرہاے تکبیر و تہلیل کی گونج میں اسپر قابض ہوگئے "

فانزل جنوداً لم تروها و عذب الذين كفروا

اگر وہ خداے حی و قیوم زندہ ہے جس نے (بدر) کے

(یوم البطشة الکبری)(۱) کے دن اپنی جنود نصرت بھیجکر مغلوبوں کو غالب اور غالبوں کو خاسر کردیا تھا: ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة (۲) اگروہ منتقم و قہار اب بھی موجود ہے، جسنے (أحد) کے دامن اور (حنین) کے اطراف میں ایک مشت فقرا و صعالیک کو دنیوی شوکت و عظمت کے ساز و سامان رکھنے والوں پر فتح و نصرت دی تھی: لقد نصرکم الله فی مواطن کثیرة ویوم حنین (۳) اور اگر اسلام کا خداے "حی لا یموت" مسیحی خدا نہیں ہے، جسکو دو ہزار برس ہوے یہودیوں نے نہایت بے دردی سے ہتیلیوں میں میخیں ٹھونک کر مصلوب کردیا تھا، تو کیا آج وہ طرابلس کے میدان میں اپنی ملائکۂ نصرت کے بھیجنے سے عاجز ہوگیا ہے؟

بلی! ان تصبروا وتتقوا	کبھی نہیں، بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو، اور
ویاتوکم من فورهم هذا	پرہیزگار بن جاؤ، پھر اگر دشمن اسی دم تم
یمددکم ربکم	پر چڑھ آئیں، تو بیشک تمہارا پروردگار
بخمسة الاف من	اپنے پانچ ہزار ملائکہ سے تمہاری مدد
الملائکة مسومین	کریگا (۳: ۱۲۲)

خداتعالی نے اس آیت میں ارسال جنود نصرت کے لیے صبر و اتقا کی دو شرطیں لگائی ہیں، یہ سچ ہے تو مجاہدین طرابلس سے بڑھکر اس کی نصرت فرمائی کا کون مستحق ہوسکتا ہے؟ انکا ثبات تو دوست اور دشمن، سب کو معلوم ہوچکا ہے - رہا اتقا، تو اول تو جہاد فی سبیل الله سے بڑھکر اتقا کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے - اور پھر یہ حملہ ۵ - رمضان المبارک کو ہوا تھا، جبکہ تمام مجاہدین "لقاے وجہ رب" کے شوق و ذوق میں روزہ سے تھے، اور روزہ فی الحقیقت مقام اتقا کی اصلی منتہا ہے:

یا ایها الذین امنوا ! کتب	مسلمانو! تم پر روزہ قرآن کریم
علیکم الصیام، کما کتب	میں فرض لکھدیا گیا ہے جیسا کہ
علی الذین من قبلکم	پچھلی قوموں پر لکھا گیا تھا، اور
لعلکم تتقون (۲: ۱۷۹)	اس سے مقصود یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ-

ذرا چشم تصور سے کام لیجیے، اور دیکھیے کہ یہ جانفروشان راہ الہی کس عالم میں تھے؟ رمضان المبارک کا مہینہ ہے، رات شب بیداری اور سماعت قران میں گذاری (۴) صبح سویرے اٹھتے ہی دشمنوں کی تلاش میں نکل گئے - آفتاب نے ابھی کھجوروں کے درختوں اور جبل مغربی کے سلسلے سے سر نکالا ہی تھا، کہ میدان کارزار گرم ہوگیا - دشمن ایک وسیع تعداد اپنے ساتھہ رکھتا ہے، عقب سے برابر کمک آرہی ہے، بالکل تازہ دم ہے، قیمتی کھانوں سے شکم سیر، اور مقوی شرابوں کے نشے میں چور ہے - انکے ساتھہ آتشیں اسلحوں کی بھی کمی نہیں، میدانی اور پہاڑی، دونوں طرح کے توپخانے بارش کی طرح گولے برسا رہے ہیں، پھر یہ معرکہ دن بھر جاری رہتا ہے، عین دوپہر کی ریگستانی دھوپ تمام میدان

(۱) قیام مکہ کے زمانے میں الله تعالی نے کفار قریش کی تہدید کی تھی کہ: یوم نبطش البطشة الکبری انا منتقمون (۴۴: ۱۵) یعنی ہم کفار کے تمرد وعصیان کا بدلہ اس دن لینگے جس دن انکو ایک سخت پکڑ پکڑینگے، کیونکہ ہم رحیم ہونے کے ساتھہ منتقم بھی ہیں - یہ پیشین گوئی بدر کے دن پوری ہوگئی، جس نے ہمیشہ کیلیے کفار مکہ کی طاقت کا استیصال کردیا - اسی لیے جنگ بدر کو ہم نے یوم البطشة الکبری لکھا ہے -

(۲) اور بیشک خداتعالی نے تمہیں بدر کے دن نصرت بخشی حالانکہ تم گرے ہوے تھے -

(۳) بیشک الله تعالی نے تمکو کتنے ہی معرکوں میں فتح یابی بخشی اور علی الخصوص جنگ حنین کے دن -

(۴) یہ محض قیاس نہیں بلکہ واقعہ ہے - انہیں سلیمان بارونی کی ایک چٹھی کا ترجمہ اخبار (روم ایلی) میں چھپا تھا، جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ "ہم مجاہدین عرب جہاد کے میدانوں میں سونا نہیں جانتے، عربی پڑاؤ میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے اونٹوں کے قریب بیٹھہ جاتی ہیں، اور یا تو غزوات عہدنبوی کے واقعات اور اشعار تحمید و تسبیح کے سننے میں رات بسر کردی جاتی ہے، یا کوئی خوش قرأت قاری سورہ عمران اور برات یا انفال کی تلاوت شروع کردیتا ہے اور تمام لوگ اسکی سماعت میں محو ہوکر صبح کردیتے ہیں" مسٹر بینٹ نے بھی اپنے سفرنامے میں ایسا ہی لکھا ہے -

الله اکبر! سونچتا ہوں، تو اپنے سامنے خدا پرستی و خدا پرستانہ زندگی کا ایک عجیب منظر پاتا ہوں - ریت کے ٹیلوں اور نخلستان کے جھنڈ سے گھرے ہوے میدان میں دور تک انسانوں کی ایک آبادی چلی گئی ہے، دینوی عیش و آرام اور شان و شوکت کی علامتوں سے یہ پوری آبادی اسطرح خالی ہے گویا اس عالم سے اسے کوئی تعلق ہی نہیں - پھٹے ہوے کملوں کو کہیں کسی ٹوٹے ہوے نیزے کے سہارے تان لیا ہے، اور کہیں یہ بھی میسر نہیں - دس دس اور بیس بیس آدمیوں کی جماعتیں ہر طرف بیٹھی ہوئی ہیں، وسط میں ایک قاری ہے، جو اپنی دلدوز اور خالص عربی قرأت میں سورہ (ال عمران) پڑھہ رہا ہے لوگ اسکے اس رکوع کو اسطرح محویت کے ساتھہ سن رہے ہیں گویا آج ہی نازل ہوا ہے، اور یہی دوستان الہی خدا کی اس صداے محبت کے مخاطب ہیں کہ :-

والذین هاجروا و	اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں اپنے
اخرجوا من دیارهم واوذوا	وطن چھوڑے، اور ہمارے ہی لیے اپنے
فی سبیلی و قاتلوا	گھروں سے نکالے اور ستائے گئے، پھر انہوں نے
و قتلوا لاکفرن عنهم	میدان جہاد میں قدم رکھا، اور ظالموں
سیاتهم و لا دخلنهم	کو قتل کیا اور خود شہید ہوے، تو ہم
جنات تجری من تحتها	انکی زندگی کی تمام خطاؤں کو محو
الانهار، ثوابا من عند	کردینگے، اور انکو جنت میں داخل
الله، والله عنده حسن	کرینگے - یہ انکا الله کے یہاں سے بدلہ ہے،
الثواب (۳: ۱۹۴)	اور اچھا بدلہ اسی کے یہاں ہے -

اگر خداتعالی نے اپنے سوا کسی دوسری ہستی کے آگے سجدہ کرنا جائز رکھا ہوتا، تو سچ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے ہر فرد اسکا مستحق تھا کہ انکے آگے ہم سجدہ کرتے، اور انکے برہنہ پاؤں کی گرد کو انکھوں کا سرمہ بناتے، اور پھر بھی افسوس کرتے کہ حق احترام ادا نہ ہوسکا - اس ضمنی ذکر نے میرے قلب و دماغ کے ساکن خیالات میں ایک عجیب طلاطم پیدا کردیا ہے، اور زیادہ لکھہ نہیں سکتا کہ الان یضیق صدری، ولا ینطلق لسانی (۲۶: ۱۲) جس قران کی اواز طرابلس میں قتل و شہادت کے ساتھہ دلوں کو مطمئن کر رہی ہے، (الا بذکر الله تطمئن القلوب) حیف ہے اگر ہمارے دلوں کی سختی کو نرم نہ کرسکے - و تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون (۵۹: ۲۲)-

کو اپنے اندر لے لیتي هے ' دشمنوں کے پاس ایک وسیع مقبرے کي عمارت عمدہ حفاظت گاہ هے اسلیے وہ بڑي حد تک تپش سے محفوظ هیں ' مگر جاں بازان جہاد کے سروں پر آفتاب بھي آگ برسا رها هے - یہاں تک کہ پورا دن بغیر وقفے کے اسي حالت میں بسر هو جاتا هے ' اور شام قریب آجاتي هے - یہ وہ وقت هوتا هے ' جب تمام عالم اسلامي میں روزہ رکھنے والے افطار کے خوانہاے پر تکلف کے سامنے بیٹھے هوتے هیں ' لیکن ان مجاهدوں کو اب بھي اتني مہلت نہیں ملتي کہ ایک قطرۂ آب سے اپنے صائم حلق کو تر کرلیں - چہروں پر گرد جہاد کي تہیں پڑي هوئیں ' جسم خون کي چھینٹوں سے لالہ گون ' اعضا زخموں کي کثرت سے چور ' هونٹ خشک ' اور حلقوں میں کانٹے پڑے هوے - پورے اٹھارہ گھنٹے کا فاقہ اور شب بیداري - یہ صورت اور یہ حالت اس فنا في سبیل اللہ جماعت میں سے هر فرد کي تھي ' جبکہ عین افطار کے وقت وہ مصروف دفاع و پیکار تھے - پس ظاهر هے کہ اگر اس وقت رحمت الہي کي جنود مخفي کا ظہور نہ هوتا ' تو اور کونسا وقت موزوں هوسکتا هے ؟

بجرم عشق توام مي کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

شیخ سلیمان باروني اسکے بعد لکھتے هیں :—

" یہ فتح و نصرت جو اس یادگار موقعہ پر حاصل هوئي ' اسکے لیے اگرچہ عین موقعہ پر فوج نظام اور مجاهدین کي ایک جماعت کو الگ کرکے بھیجدینا ' ایک بہت بڑا سبب هوا ' مگر في الحقیقت یہ واقعہ اسکي اصلي علت نہیں هوسکتا ' کیونکہ جنگ کا اصلي فیصلہ کن موقعہ جناح مشرقي تھا ' جہاں دشمنوں کي سب سے بڑي قوت اور انتشار توپخانہ موجود تھا - دوپہر کے وقت میں نے نظامي سپاهیوں کو انکے افسر کے ماتحت بھیجا - بیشک اس سے وهاں کے مجاهدین کو بڑي تقویت ملی - مگر مشکل یہ تھی کہ نئی کمک بھي کوئي تازہ دم جماعت نہ تھی - بلکہ انھی کي طرح بھوکي پیاسي اور مسلسل اٹھارہ گھنٹے سے مبتلاے مشقت تھي - دو گھنٹے تک تو پوري جمعیت کے ساتھ آگے بڑھتي رهي ' لیکن جب آفتاب غروب هوگیا - اور افطار اور نماز کا وقت آگیا ' تو یہ کہنا ضرور نہیں کہ ان روزہ داروں کا کیا حال هوگا ؟ دشمنوں نے بھي اچھي طرح سمجھ لیا تھا کہ تمام مجاهدین ماہ صیام کي وجہ سے بھوکے پیاسے هیں ' اور اسي لئے انھوں نے شام کے وقت اپني آخري قوت کو خرچ کردینا چاها - درحقیقت یہ وقت همارے لیے نہایت نازک هوگیا تھا ' اور شدت ضعف و نقاهت اور جوع و عطش کي وجہ سے قریب تھا کہ مجاهدین کے هاتھ سست پڑ جاتے - لیکن یکایک اس وقت ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا ' چونکہ نماز مغرب کا وقت آگیا تھا ' همارے ساتھ شریک جنگ عورتوں نے هلال احمر کے آدمیوں سے کہا کہ وقت گذرا جا رها ہے ' مغرب کي اذان دو " چنانچہ ایک بلند آواز عرب نے پکار کر کہا اور بلند آواز سے اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! ! کي صدا هنگامہ کارزار میں ملکر بلند هوگئي - باوجودیکہ جنگ میں یہ کلمہ برابر همارا ورد رهتا هے ' لیکن نہیں معلوم اس وقت کونسي معجزانہ قوت اس مختصر کلمے میں آگئي تھي ' کہ جونہي مجاهدین کے کانوں میں پڑا ' معاً جس طرح مردہ لاشیں زمین سے زندہ هوکر اٹھہ کھڑي هوں ' هر متنفس کے اندر طاقت و شجاعت کي ایک نئي روح حلول کر گئي - بے اختیار هر شخص اس کلمے کو دهرانے لگا اور پھر اس معجزانہ طاقت ' اور بے جگري کي شجاعت کے ساتھ آخري حملہ کردیا ' کہ چند لمحوں کے اندر میدان دشمنوں سے صاف تھا !

جنگ کے بعد جب هم اس وقت پر غور کرتے هیں تو هر شخص حیران رهجاتا هے کہ " اللہ اکبر کے لفظ میں اس وقت کیا سحر پیدا هوگیا تھا ؟ "

یهي طاقت بخشي وہ جنود مخفي هے ' کہ خدا جب چاهتا هے اسکے ذریعے اپني راہ میں لڑنے والوں کو فتح یاب کر دیتا هے - بیشک اسکے بندے بھوک اور پیاس سے بے دم هوگئے تھے ' مگر وہ قادر و توانا تو بھوک اور پیاس سے پاک و منزہ هے اور هر وقت نصرت بخشي کي قدرت رکھتا هے - اس نے اپني قدرت کا کرشمہ دکھانے کیلیے صداے تکبیر کو وسیلہ بنا دیا : فقطع دابر القوم الذین ظلموا ' و الحمد اللہ رب العالمین - (۶ : ۴۵)

للہ نساء زوارہ ! ! !

شیخ موصوف آگے چلکر لکھتے هیں :— " یہ حالت دیکھکر هم نے آیندہ کیلیے حالت جنگ میں روزہ نہ رکھنے کا اعلان کردیا جسکو بعد میں شیخ الاسلام نے بھي جایز قرار دیا - اعلان کے بعد میں جناح شرقی سے مغربی حصے کیطرف آرها تھا اور میرے ساتھ ڈاکٹر عبد السلام طرابلسی تھے - کہ راہ میں هم کو مجاهد عورتوں کی ایک جماعت ملی - ان میں کسی رئیس کي ایک نوجوان اور حسین لڑکی بھی تھی جسے بچپن سے لیکر اس وقت تک ناز و نعمت کي گودوں میں پرورش پائي تھي ' اور شاید جب سے پیدا هوئي هے آجتک سواے حریر کے کرتے کے اور کوئي شے اسکے کاندھوں پر نہیں پڑي هوگي - لیکن هم نے دیکھا کہ کاندھے پر مشک اٹھاے هوے پھر رهي هے ' تاکہ زخمیوں کي خدمت انجام دے - هم کو دیکھتے هي بولي کہ " جسطرح تم نے مردوں کو افطار کا حکم دیدیا هے ' اسي طرح هم عورتوں کو بھي دیا هے یا نہیں ؟ " میں نے کہا کہ " کیوں نہیں ' تم بھي تو مجاهد هو " بولي " هاں لیکن همارا دل اسے نہیں قبول کرتا ' کیونکہ مرد تو تلواروں اور گولوں کے نیچے لڑیں گے ' وہ افطار کردیں تو انہیں حق هے ' هم تو صرف انکي خدمت کیلیے هیں ' همارے لئے جائز نہیں " ! !

في الحقیقت اس جنگ میں مجاهدین کے ساتھ مجاهدات عرب کے کارنامے بھي یاد رهیں گے - جنگ کے شدید موقعوں میں جب مجاهدین دشمنوں کے مورچوں میں گھس جاتے هیں ' تو اکثر ایسا هوا هے کہ عورتیں بھي اپني مشکیں لیکر بے باکانہ دشمنوں کي صفوں میں پہنچ گئیں ' اسلیے کہ شاید کوئي مجاهد وهاں زخمي هوکر گر پڑے اور اسے پاني کي ضرورت هو ' پھر اسپر کمال یہ هے کہ وهاں سے زخمیوں کو پاني پلاکر اور هوسکا تو ساتھ اٹھا کر صحیح و سالم نکل بھي آتي هیں ! فللہ نساء زوارہ ! !

(الزهرہ)

حضرة شيخ سنوسي

كا جربوب ميں ورود

— * —

عالم اسلامي كے ليے بشارت عظمى

— * —

هو الذى انزل السكينة فى قلوب المومنين ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم ، و لله جنود السماوات والارض ، وكان الله عليماً حكيما (۴۸ : ۴) (۱)

حضرت شيخ سنوسي كے ورود جربوب كي نسبت پچھلے نمبر ميں همنے تار برقي درج كردي تهي ' ليكن اس هفتے كي ڈاك ميں اسقدر كثرت سے تفصيلي حالات اگئے هيں كه ايك نمبر ميں ان سب كا اقتباس دينا مشكل هے - اس موقعه پر صرف اس تفصيلي تار كا اقتباس درج كرديتے هيں ' جو نامه نگار (العلم) نے (سيوه) سے ۱۳ ستمبر كو روانه كيا هے [سيوه اور ديهيات در صدر تار آفس هيں جهاں آكر نامه نگاروں كو تار بهيجنے پڑتے هيں ' ورنه نامه نگار العلم وغيره خود جربوب ميں موجود هيں] :—

" ميں آپكو يه خوشخبري سناتا هوں كہ حضرة الاستاذ الاكبر سيدي احمد الشريف ۲۶ رمضان كو جرابوب پهنچ گئے - اس سفر ميں انهوں نے جو مشقتيں اٹهائى هيں - انكا اندازه اس سے كيجيے كه ۲۸ - جمادى الثانيه كو (كفره) سے چلے - ۱۵ شعبان كو (جالو) پهنچے ' يهاں اوجله قطيبر اور سخره وغيره مقامات كيطرف حركت كي ' پهر وهاں سے اوائل رمضان ميں جرابوب كى طرف روانه هوے ' اسطرح گويا تين مهينے كي مسافت انكو طے كرني پڑي پهر جن مقامات سے گذر هوا انكا يه حال هے ' كه كفره سے جالو تك پورے ستره دن كي مسافت ميں پاني صرف ايك هي جگه ميسر آسكتا هے ' جهاں (الزلفين) نامي كنواں واقع هے ' آور تمام صحرا ، محض ريگستاني دنيا هے ' جهاں پاني كا ايك قطره نظر نهيں آسكتا - اس سے بهي بڑهكر يه كه انهوں نے يه پورا سفر ايسے سخت و شديد گرم موسم ميں كيا ' جب صحرا كا ريگستان نمونهٔ دوزخ هو جاتا هے ' اور ريگ كے گرم طوفانوں اور بگولوں كے مهلك حملوں سے زندگي خطرے ميں پڑجاتي هے - في الحقيقت حضرة شيخ كا يه سفر دنيا كا ايك يادگار تاريخي واقعه هے ' جسكي نظير آجكل كے بڑے بڑے سياحان يورپ بهي پيش نهيں كر سكتے - اور پهر اسكي عظمت اس وقت ظاهر هوتي هے ' جب خيال كيا جاے ' كه يه محض خدمت اسلام و ملت و حفظ كلمهٔ توحيد كيلیے كيا گيا -

احتفال استقبال

ميں نے اپني زندگي ميں بڑے بڑے عظيم الشان هجوم استقبال اور اكرام و احترام كے جلسے ديكهے هيں ' جو بڑے بڑے پادشاهوں كي آمد پر منعقد هوے ' ليكن ميں نے كوئي مجمع اور مظاهره ايسا نهيں ديكها ' جسميں زبان اور قلب ' دونوں نے حصه ليا هو ' اور روح اور جسم دونوں متفق هوگئے هوں ' إلا انساني عظمت و جلال كا وه ايك الهي منظر اور هيبت و جبروت كا وه مجمع استقبال ' جو جربوب ميں حضرة الشيخ كي آمد پر منعقد هوا تها - تمام صحرا اور اسكے اطراف ميں كوئي انسانوں كا طبقه ايسا نهيں تها جو اسميں شريك نه هوا هو ' كئي كئي دنوں كي راه سے لوگ متصل دن اور راتيں سفر كي صعوبتوں ميں بسر كركے اُس شيخ عظيم كي زيارت كيليے آئے تهے ' جو افريقه كي رياست روحاني اور ملكي ' دونوں پر يكساں اقتدار ركهتا هے - وه انسانوں كا ايك نا پيدا كنار صحرا تها ' جسميں إنساني عمر اور درجے كے تمام مناظر ' رنگ برنگ كى جهنڈيوں اور مقدس كلمات سے منقش علموں كے نيچے مختلف الصوت طبول بجاتے هوئے ' بندوقيں چهوڑتے هوے ' برهنه تلواريں چمكاتے هوئے نحن اولاد السيد " (هم سيد سنوسى كى اولاد هيں) كے پيهم نعرے لگاتے هوے ' ايك سمندر كي طرح گزر رهے تهے اور خاموش صحرائے ليبيا كے اندر ايك دوسرا نئي روح اور متحرك صحرا پيدا هوگيا تها :—

يه استقبالي مجمع جربوب سے باهر مقام (سيد علي) تك (جو جربوب سے چهه گهنٹے كى مسافت پر واقع هے) پهنچا هي تها كه صحرا كے مختلف قبائل كى فوج جرارا نمودار هوئي جو شيخ كا گويا مخصوص باڈى گارڈ هے پيچهے غلاموں كي فوج كي قطار تهي ' جنكے سياه چهروں پر وحشت و خونخواري كي جگه عظمت و وقار كے آثار نماياں تهے - اُن كے بعد خود حضرة الشيخ كي سواري گرد كے اندر سے متجلي و طلوع هوتى اور معًا هزاروں بندوقوں نے ايك ساتهه متصل و غير منقطع فائر شروع كرديا تمام دشت و جبل اس آواز سے گونج رها تها ' اور گويا اس مطابقت كے خيال سے كانپ رها تها ' جو عنقريب اطاليين پر نازل هونيوالى تهى ! اُس گونج اور هنگامے كا اس سے اندازه كيجيے كه كامل چار گهنٹے تك بندوقيں برابر چهوٹتي رهيں اور كم از كم ايك لاكهه گولياں صرف كى گئيں - كانوں كے پردے پهٹے رهے تهے اور تمام دنيا ايك غوغائے رستاخيز معلوم هوتي تهي ' مگر لوگ جوش و خروش ميں ايسے بيخود تهے كه كسي طرح بندوق كے گهوڑوں كو انگلياں نهيں چهوڑتى تهيں بالآخر خود حضرة الشيخ نے لوگوں كو باصرار اس سے روكا اور فرمايا - كه كيا كر رهے هو ' حالانكه اِن قيمتي گوليوں كے زياده مستحق دشمنان دين و ملت كے سينے هيں " -

(باقي آينده)

(۱) وه خدا هي تو تها جس نے مسلمان مجاهدوں كے دلوں ميں اپنے طرف سے قوت اور اطمينان پيدا كر ديا ' تا كه ان ميں پہلے ايمان كے ساتهه آور تازه قوت ايماني پيدا هو جاے ' اور زمين و آسمان كي فوجيں الله هي كے هاتهه ميں هيں ' بيشك وه عليم و حكيم هے -

Printed & Published by [illegible] Kalam Azad at The [illegible]